سہ ماہی

نصرۃ الاسلام

گلگت بلتستان کا اولین دینی، اصلاحی

شمارہ نمبر ۱ | جنوری تا مارچ 2012ء | جلد نمبر ۱

مشعل راہ

ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ کا خصوصی پیغام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Jamiat-ul-Uloom-il-Islamiyyah
Allama Muhammad Yousuf Banuri Town
Karachi - Pakistan.

جامعۃ العلوم الاسلامیۃ
علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن
کراتشی ۷۴۸۰۰ - پاکستان

Ref. No. _____

Date: ۲/۱۲/۱۴۳۲ھ
۳۰/۱۱/۲۰۱۱ء

عزیز القدر جناب مولانا قاضی نثار احمد و جناب امیر جان حقانی صاحبان

وفقکم اللہ للخیرات والحسنات

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

''سہ ماہی نصرۃ الاسلام'' کے اجراء اور اس کے اغراض ومقاصد سے متعلق خط ملا۔ مجلّہ کا اجراء خوش آئند ہے، اس کے مقاصد بھی نیک ہیں، نصرۃ الاسلام کا نام بھی نیک شگون ہے۔ ان شاء اللہ۔ بے دینی کی ظلمتوں اور بے راہ روی کی کدورتوں میں ''سہ ماہی نصرۃ الاسلام'' مشعل راہ ثابت ہوگا۔

تاہم اس مجلّہ کے اغراض ومقاصد میں کسی خاص فکر کی ترجمانی سے زیادہ مجموعی خطے کی ترجمانی اور دعوتی واصلاحی پروگرام کو حکمت ومصلحت اور موعظہ حسنہ کے طریق پر بطور خاص ہدف بنایا جائے تو زیادہ مفید ومناسب ہوگا۔

بہر حال ''سہ ماہی نصرۃ الاسلام گلگت'' کی مجلس ادارت اور جملہ کارپردازان تحسین وسپاس کے لائق ہیں، میں ان کے نیک مقاصد کی کامیابی کے لئے دعا گو ہوں اور یہ بھی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سہ ماہی نصرۃ الاسلام کو دین اسلام اور فکر سلیم کی نصرت ومعونت کا اہم ذریعہ بنائے آمین۔ فقط والسلام

عبدالرزاق اسکندر

دعا گو: ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مہتمم جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

P.O. Box: 3465 Karachi Code No. 74800, Phone: (0092-21) - 4913570 - 4912683 - 4915966 - 4123366 - 4121152
Fax: (0092-21) - 4919531, Karachi Pakistan, URL: www.banuri.edu.pk , E-mail: info@banuri.edu.pk

گلگت بلتستان کا اولین دینی، اصلاحی و تحقیقی مجلہ

سہ ماہی

نصرۃ الاسلام گلگت

شمارہ نمبر ۱ | جنوری تا مارچ 2012ء | جلد نمبر ۱

یاد // بطل حریت قاضی عبدالرزاق نوراللہ مرقدہ (فاضل دارالعلوم دیوبند) // سرپرست اعلیٰ // حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب حفظہ اللہ

چیف ایڈیٹر
حضرت مولانا قاضی نثار احمد

ایڈیٹر
امیر جان حقانی
03462974626

عکس دروں و مشمولات

☆ آوازِ حق (اداریہ) — تعفن زدہ ماحول میں دینی خدمات، اللہ کا کرم ہے — چیف ایڈیٹر ..... (۰۱)

☆ سیرت ہادی دو عالم ﷺ — نبی کریم ﷺ کے اصول تعلیم و تدریس — پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی ..... (۰۳)

☆ سیرت الصحابہؓ — سیرت صدیق اکبرؓ — مولانا ظہیر احمد ..... (۱۰)

☆ سفرنامہ — محبتوں کی زمین، وادی غذر کا ایک سفر (۱) — امیر جان حقانی ..... (۱۳)

☆ ابلاغیات و تاثرات — دینی صحافت، اہم ضرورت — مولانا عبیداللہ خالد (مدیر الفاروق، کراچی) ..... (۱۸)

ایک مبارک قدم — مفتی شیر زمان (مہتمم دارالعلوم غذر، گلگت) ..... (۱۹)

میڈیائی جنگ اور ایک مثبت پیش رفت — ابراہیم حسین عابدی ..... (۲۰)

☆ سوانح عمری — خطیب گلگت قاضی عبدالرزاق گلگتیؒ (۱) — امیر جان حقانی ..... (۲۲)

☆ سماجی و عوامی خدمات — صومالیہ اور سندھ کے مصیبت زدہ انسانیت کی پکار — مفتی محمد عارف ..... (۲۷)

گوہر آباد کے علماء کرام کی عوام کے لیئے کاوشیں — امیر جان حقانی ..... (۲۸)

☆ فن و شخصیت — مولانا لقمان حکیم ایک نابغہ روزگار شخصیت — امیر جان حقانی ..... (۳۰)

☆ مسائل و فضائل — آپ کے مسائل اور انکا شرعی حل — مفتی عبدالباری ..... (۳۵)

☆ پریس کارنر — صدر زرداری و وزیر اعظم کے نام — محمد نواز (جنرل سیکریٹری تنظیم اہلسنت والجماعت جی بی) ..... (۳۶)

☆ اخبار و سرگرمیاں — جامعہ کے شب و روز — مولانا حبیب اللہ ..... (۳۸)

☆ نامہ میری نامی — ایڈیٹر کے نام — ادارہ ..... (۴۲)

پبلشر:
حضرت مولانا قاضی نثار احمد
شائع کردہ:
جامعہ نصرۃ الاسلام عیدگاہ روڈ گلگت

زرتعاون:
فی شمارہ قیمت =/50 روپے
سالانہ =/200 روپے

پرنٹنگ:
ہنزہ پرنٹنگ پریس گلگت۔ فون: 451868
کمپوزنگ: محمد سلیم
ڈیزائننگ: اکبر کریم

ای میل: ibshaqqani@gmail.com رابطہ نمبر: +92-5811-453279,03003955122,03462974626

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ: امیر جان حقانی ایڈیٹر سہ ماہی نصرۃ الاسلام، جامعہ نصرۃ الاسلام عیدگاہ روڈ گلگت، گلگت بلتستان

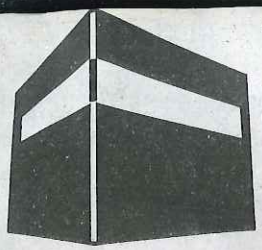

القرآن

اعلانیہ تبلیغ کا حکم

یاایہا المدثر، قم فانذر، وربک فکبر، وثیابک فطہر، والرجز فاھجر، ولا تمنن تستکثر، ولربک فاصبر

اے درست کرنے والے (عالم کے) اٹھو، ڈراو (گندے اعمال والوں کو) اور اپنے پروردگار کی بزرگی کو پھیلاؤ اور پاکیزگی اختیار کرو، اور نجاست سے علیحدہ گی اختیار کرو، احسان اس لئے نہ کرو کہ لوگوں سے اس کا فائدہ حاصل کیا جائے۔ اپنے پروردگار کے لئے رسالت کرتے ہوئے ہر ایک امتحان اور تکلیف میں استقلال رکھو۔ (المدثر)

الحدیث

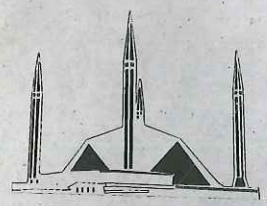

زیارت والدین کا اجر وثواب

من زار قبر والدیہ او احدھما احتساباً کان کعدل حجہ مبرورۃ ومن کان زوار لہا زارت الملائکۃ قبرہ

سیدنا ابن عمر سے مروی ہے، جس نے اپنے ماں باپ دونوں یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کی، اللہ سے ثواب کی امید رکھتے ہوئے (رسم پوری کرتے ہوئے نہیں) تو اس کو ایک مقبول حج کا ثواب ملے گا اور جو (نیک بخت) شخص ماں باپ کی زیارت کرے گا، فرشتے اس کی قبر کی زیارت کو آئیں گے۔ (کنز الاعمال ج ۱۶ ص ۴۷۹ بیروت)

چیف ایڈیٹر کے قلم سے.....

تعفن زدہ ماحول میں دینی خدمات، اللہ کا کرم ہے

بعد حمد وثنا

اللہ رب العزت کے فضل وکرم اور اس کی بے انتہا نوازشات سے آج گلگت بلتستان، گلگت سے اس خطے کے قدیم اور مرکزی دینی مرکز جامعہ نصرۃ الاسلام کے سہ ماہی نصرۃ الاسلام کے آغاز کے حوالے سے چند سطور قلمبند کرنے کی توفیق ہو رہی ہے۔ الحمد للہ علی ذالک۔۔

گلگت بلتستان پہاڑوں میں گھرا ہوا ایک حسین وجمیل علاقہ ہے، اس علاقے کی تاریخ اس قدر مبہم بنادی گئی ہے کہ انسان انگشت بدنداں رہ جاتا ہے، اس کی پسماندگی میں جتنا غیروں کا عمل دخل ہے اس سے کہی زیادہ اپنوں کی کارستانیاں شامل ہیں۔ ابن الوقتوں نے اس پیارے سے جنت نظیر علاقے کو اپنی ناجائز اناؤں اور سفلی خواہشات کا آماجگاہ بنا رکھا ہے، عالم کفر کی للچائی ہوئی نظریں اس پر ہمہ دم لگی ہوئی ہیں۔ اور اپنے مخصوص ایجنڈے کی تکمیل کے لیے زرخرید لوگوں کو انتہائی مکاری اور چالاکی کے ساتھ استعمال کرتا ہے۔ گھٹن کے اس ماحول میں اللہ تعالیٰ جامعہ نصرۃ الاسلام کی شکل میں دین کی محنت اور حسب توفیق خدمت کا موقع دے رہا ہے یہی رب کا کرم عظیم ہے۔

اسلام کی روشنی جس دن سے ان علاقوں میں طلوع ہوئی وہ بھی خالص، اور علمی ونظریاتی عمل کا تعلق بھی ایک سلسلۃ الذہب اور سرور کونین ﷺ کے فرمان کے مطابق ما انا علیہ و اصحابی کی نعمت عظمیٰ صراط مستقیم کی دولت نصیب ہوئی۔ عظمت صحابہ اور خلافت راشدہ طرز کے معاشرہ کے قیام کے لیئے آج بھی مسلمانان گلگت بلتستان کوشاں ہیں۔

دینی علمی میراث شاہ ولی اللہؒ کے خاندان اور سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسمٰعیلؒ کی قربانیوں اور محنت کی نسبت سے اس خطے کو جو جوہر ملا وہ بھی شدائد ومصائب، انگریز کے تسلط اور مہاراجہ کے مظالم میں بھی چمکتا دمکتا رہا اور اپنے پیش روؤں کی طرح رہتی دنیا میں نقوش چھوڑ گیا۔ قافلہ حق کے سرخیل قاضی عبد الرزاقؒ فاضل دار العلوم دیوبند جو کہ جرأت وہمت، محنت وحوصلہ، علم وعمل کے ذخار سمندر، عشق رسول ﷺ سے لبریز اور عظمت صحابہؓ پر جان قربان کرنے اور نامساعدہ حالات میں حق گوئی کا علم بلند کرنے والے، حضرت مدنی کے تلمیذ رشید اور اپنے نام کے ساتھ کفش بردار مدنی لکھنے والے، گلگت بلتستان کی سرزمین پر سب سے پہلے دھرتی عزیز پاکستان کا سبز ہلالی پرچم بلند کرنے والے تھے نے اپنے سینکڑوں شاگردوں اور لاکھوں مسلمانوں کے عقیدے اور عمل کی اصلاح میں حکمت وبصیرت اور اسلام کے خلاف اُٹھنے والی فتنوں کی سرکوبی اور تبلیغ اسلام کے لیئے بے انتہا کوشش اور ہر محاذ میں سینہ سپر ہونے کی اساس اور نہج فراہم کیا جو آج تک جاری وساری ہے۔

گو بظاہر عددی کمی اور وسائل کے معدوم ہونے کے باوجود، پرواہ کے بغیر توکل علی اللہ کر کے خدمات بجالانے کا سبق دیکر اس خطے میں عوام الناس کو بھی دیوبند کے علم وعمل سے منسلک کرنا ان کا ہی خاصہ رہا ہے۔

قاضی عبد الرزاقؒ نے علمی سلسلے کا آغاز مرکزی جامع مسجد گلگت سے کیا، جہاں ان سے قبل ان کے سسر محترم مولنا قاضی عبد الرحیمؒ فاضل دار العلوم دیوبند نے فراغت کے بعد کیا تھا کو احسن انداز میں جاری رکھا، گلگت کے مختلف مساجد میں آپ کے سینکڑوں شاگرد طلبہ رہائش رکھے ہوئے تھے۔ قدیم طرز میں اہل محلہ گھروں سے تیار کھانا بھیج دیا کرتے جس سے علم دین کے تشنگان کا وقتی گزارا ہوتا اور وہ اپنے میں دامن میں علوم نبوی اور احکام الٰہی کے حصول میں مگن رہتے۔ مرکزی جامع مسجد گلگت میں صبح وشام قال اللہ وقال الرسول کا ایمان افروز منظر ہوا کرتا تھا۔

قاضی عبد الرزاقؒ نے ۱۹۵۱ء میں موجودہ جامعہ نصرۃ الاسلام کے لئے ایک انجمن نصرۃ الاسلام کی بنیاد ڈالی اور دار العلوم نصرۃ الاسلام کے لئے ڈہائی سو کنال اراضی حاصل کی اور جامعہ کا سنگ بنیاد رکھا۔ ابتدائی مشکلات کی وجہ سے پہلے مرحلے میں عصری طلباء جو دور دراز علاقوں بالخصوص دیامر سے آئے ہوئے کے لئے بورڈنگ/ دار الاقامہ کی حیثیت دی، جس کے پہلے ناظم قاضی عبد الرزاقؒ کے ہونہار شاگرد فاضل دیوبند مولنا حبیب اللہ حفظ اللہ مقرر ہوئے۔

۱۹۶۹ء تک عید کی نماز فتح باغ گلگت میں ادا کی جاتی تھی تاہم ۷۹ کو جامعہ نصرۃ الاسلام کے ساتھ عیدگاہ کا بھی سنگ بنیاد رکھا گیا

۱۹۷۳ء میں پہلی مرتبہ مسلمانوں نے موجودہ مرکزی عیدگاہ میں نماز عید پڑھی۔

۱۹۸۴ء میں باقاعدہ جامعہ نصرۃ الاسلام میں درس نظامی کا آغاز کیا گیا۔

۱۹۸۵ء میں جامعہ کا وفاق المدارس العربیہ کے ساتھ الحاق کیا گیا۔

۱۹۸۶ء کو گلگت بلتستان کے عظیم دینی رہنما قاضی عبدالرزاق اللہ کو پیارے ہوگئے تو آپ کی وفات کے بعد اپ کے ہونہار شاگرد مولانا نذیر اللہ مرحوم فاضل دیوبند نے اپنی بے انتہا کوششوں اور لازوال قربانیوں سے جامعہ کی آبیاری کی اور یہ سلسلہ ۲۰۱۰ء تک چلتا رہا، ان کے ساتھ قاضی عبدالرزاقؒ کے ایک اور شاگرد مولانا گلشیر صاحب مرحوم فاضل دیوبند نے ادارے کیلئے انمول خدمات انجام دیں اور مولانا لقمان حکیم پہلے ناظم تعلیمات مقرر ہوئے۔ صدیقی ٹرسٹ کی معاونت اور خلوص بھی جامعہ کی ترقی وتعمیر میں اہم رہا۔ حبیب اللہ میر بھی روز اول سے جامعہ کے معاون خاص ہیں۔ ان بزرگوں کی شاندار اہتمام اور انصرام اور دعاؤں کی وجہ سے آج جامعہ نصرۃ الاسلام اور اس کی ذیلی شاخ جامعہ عائشہ صدیقیہ للبنات میں ابتدائی سکول، حفظ وناظرہ سے لیکر دورہ حدیث تک کی تعلیم دی جاتی ہے۔ دور افتادہ علاقے میں واقعہ یہ جامعہ گلگت بلتستان کے مسلمانوں کی رہنمائی واصلاح میں اپنی بساط کے مطابق مصروف عمل ہے، یہاں کے تربیت یافتہ علماء وقراء گلگت بلتستان سمیت ملک کے دیگر علاقوں میں دینی وملی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

یہ خطہ روز اول سے خاص اہمیت اور حساسیت کا حامل ہے، سیاسی، مذہبی، آئینی وجغرافیائی حیثیت سے بھی ہمیشہ متفکر اور مشکلات و شدائد سے دوچار رہے۔ اس کی ایک طویل داستان ہے تاہم آج صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ موجودہ حکومت نے ایک مخصوص طبقہ فکر کو جو کہ مخصوص سوچ کے حامل ہے کو نواز کر ظلم وستم کی انتہا کی ہے، اگر یہ کہا تو بے جا نہ ہوگا کہ اہلسنت کے ساتھ موجودہ دور حکومت میں حد درجہ زیادتیاں ہوئی ہیں، زندگی کا کوئی شعبہ ایسا ہے ہی نہیں کہ یہاں ظلم وستم کو روا بنا نہ رکھا ہو، کشمیر کے مسلمانوں کے لیئے دی جانے والی طویل قربانیوں کو یکسر کچل کر ایک مخصوص گروہ کو آرام وتسکین پہنچانے کے لیے ان کو حکمرانی کے تمام دروازے کھول کر اہلسنت کا معاشی، سیاسی، مذہبی اور جغرافیائی قتل عام کر دیا ہے اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ اور اہلسنت کو غلامی کا طوق پہننے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ سرکاری اداروں، پولیس، عدلیہ اور تعلیم جیسے اہم شعبوں میں ایک مخصوص طبقے کی اجارہ داری قائم کروا کر دوسروں کو دیوار سے لگانے کی مذموم کوششیں روز افزوں پر ہیں۔ کرپشن، اقرباء پروری، رشوت اور مسلکی بنیاد پر سرکاری امور انجام دیے جا رہے ہیں، بے گناہوں کا قتل عام جاری ہے، ان کے قاتل نہیں پکڑے جاتے ہیں، اور بے گناہ لوگوں کو جیلوں میں گھسیٹنے کو رواج عام ہو چکا ہے، میڈیا بھی غیر جانبدار نہیں ہے۔ امن وآمان کی حالت دگرگوں ہے اور امن کے نام پر ماہانہ کڑوں کا ضیاع ہوتا ہے۔ امن معاہدے کی دھجیاں اُڑانے میں ایک فریق کے ساتھ کرپٹ حکومت بھی پیش پیش ہے، 2005ء کے ناگہانی حالات کے بعد تمام فریقین اور حکومت کے مابین اتفاقی طور پر قرار پایا جانے والا ''معاہدہ امن'' کاغذ کے ٹکڑے سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا، افراتفری اور تعفن کے اس ماحول میں اجتماعی طور پر رجوع الی اللہ کی ضرورت ہے۔

سہ ماہی نصرۃ الاسلام کا اولین شمارہ آپ کے ہاتھوں میں ہے، بظاہر یہ کام بہت آسان اور سہل لگتا ہے مگر یہ سہ ماہی نصرۃ الاسلام کی انتہائی محنتی اور قابل قدر ٹیم کی شبانہ روز محنتوں، کوششوں، نیک جذبات وخواہشات اور کاوشوں کا ثمر ہے۔ الحمدللہ علی ذالک

سہ ماہی نصرۃ الاسلام کو اس سانچے میں ڈھالنے کے لیئے کتنے دنوں کی مشقتوں اور راتوں کی دعاؤں کے بعد ہی ممکن ہوا ہے، اور اس کے جواں سال مگر کہنہ مشق مدیر امیر جان حقانی کی جہد مسلسل، ذوق لطیف کا بین ثبوت ہے۔

سہ ماہی نصرۃ الاسلام کی کامیاب اشاعت مختلف احباب بالخصوص اکابر علماء کرام، جید قلم کار اور دیگر معاونین ومخلصین جنہوں نے دامے درمے، قدمے سخنے ہماری معاونت کی، کا تہ دل سے شکر گزار ہیں اور رب الارباب کے حضور دعا گوہ ہیں کہ خدائے ذوالجلال انہیں دو جہانوں میں سرفراز فرمائے۔

سہ ماہی نصرۃ الاسلام کی اولین اشاعت پر منتظمین ادارہ کی آپ سے خصوصی دعاؤں کی استدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مشکل کے ان حالات میں ہماری مدد کرے اور مسلمانوں کے مشکلات کو اپنے خصوصی فضل وکرم سے دور فرمائے، آمین یارب العلمین

والسلام مع الاکرام

قاضی نثار احمد

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصول تعلیم وتدریس

مقالہ نگار: پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی۔
صدر: شعبۂ اسلامیات، قائد ملت گورنمنٹ ڈگری کالج لیاقت آباد کراچی
سپروائزر: ایم فل/ پی ایچ۔ڈی شعبہ قرآن والسنۃ، فیکلٹی اسلامک اسٹڈیز جامعہ کراچی، وفاقی اردو یونیورسٹی کراچی ہائر ایجوکیشن کمیشن اسلام آباد، پاکستان

محمدؐ پیشوا اور رہنمائے خلق و عالم ہیں — معزز ہیں مقدس ہیں معظم ہیں مکرم ہیں
فروغ محفل ہیں نورِ عرشِ اعظم ہیں — حبیب حق ہیں ممدوحِ ملک ہیں فخرِ آدم ہیں
انہی کے رنگ سے رنگ گل ہستی کی زینت ہے — انہیں کی بو سے عطر آگیں بنی آدم کی طینت ہے

تعلیم وتدریس باقاعدہ فن کی حیثیت رکھتی ہے آج کے دور میں ٹیچر ٹریننگ کے نام سے مختلف کورسز رائج ہیں، جس میں O.T.C-C.T-P.T.C بی ایڈ۔ایم ایڈ خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی ذات کو قرآن کریم نے امت کے لئے اُسوۃ حَسَنَۃ" (۱) بہترین نمونہ قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ کا اصول تعلیم بھی امت کے لئے بہترین نمونہ ہے، آپ ﷺ نے جو اصول تدریس اختیار کیا احادیث نبویہ ﷺ کے مطالعہ سے ان کی تعداد ۳۵ تک پہنچتی ہے، میں ان میں سے انتہائی اہم اصول اختصار کے ساتھ اشارتاً پیش کر رہا ہوں۔

(۱) جو علوم زیادہ مفید ہوں طلبہ کو ان کی طرف متوجہ کرے: ابن ماجہ کی روایت ہے آپ ﷺ اپنے گھر سے نکلے تو دیکھا مسجد میں دو جماعتیں الگ الگ حلقہ بنا کر مصروف ہیں، ایک قرآن کریم کی تلاوت میں مصروف تھی، دوسری درس و تدریس میں۔ آپ ﷺ نے دونوں کی تحسین کی اور فرمایا درس وتدریس والے میرا کام کر رہے ہیں۔ پھر انہی کی مجلس میں بیٹھ گئے اور فرمایا: انما بعثت معلما میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔(۲) گویا آپ نے محفل ذکر پر تعلیم کو ترجیح دے کر طلبہ کو تعلیم حاصل کرنے کی طرف متوجہ کیا۔

(۲) آداب اصول کتابت سکھانے چاہئے اور علم کو محفوظ رکھنے کیلئے لکھنے کی ترغیب دینی چاہئے: آپ ﷺ نے زید بن ثابتؓ کو عبرانی لکھنے پڑھنے کا حکم دیا، انہوں نے اس پر عمل کیا، تاکہ یہود سے خط وکتابت کی جاسکے، اسیران بدر سے بطور فدیہ دس دس لڑکوں کو لکھنا پڑھنا سکھوایا۔ آپ ﷺ نے لکھنے کے آداب سکھاتے ہوئے فرمایا: اذا کتب احد کم کتابا فلیتربہ فانہ انجح للحاجۃ۔ جب کوئی لکھے تو مٹی ڈالکر لکھی ہوئی سیاہی تختی پر سے خشک کر لے تاکہ سیاہی نہ مٹے فرمایا: ضع القلم علی اذنک (۳) قلم کو کان پر رکھ لیا کرو۔ اسی طرح لکھتے ہوئے حفظ مراتب کا لحاظ رکھنا چاہئے، رحمۃ اللہ علیہ، رضی اللہ عنہ اور صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ لکھنا چاہئے۔

(۳) معلم کو طلبہ کی آسانی ملحوظ رکھنی چاہئے: آپ ﷺ نے فرمایا: وَلٰکِنْ بَعَثَنِیْ مُعَلِّماً مُیَسِّراً (۴) میں ہر معاملہ میں آسانی کرنے والا معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ یعنی آسان اسلوب میں تعلیم دے، سختی کے بجائے نرمی کرے، معاویہ بن الحکمؓ

کہتے ہیں میں نے آپ ﷺ سے زیادہ اچھا معلم نہیں دیکھا۔(۵)

(۴) تعلیم یافتہ طلبہ کو اصول تعلیم سمجھا کر ان کے اپنے علاقہ میں تدریس کے لیے بھیج دینا چاہئے: بخاری و مسلم کی روایت ہے: مالک بن حویرث کہتے ہیں آپ ﷺ نے ہمیں نہایت مہربانی سے علم سکھایا، پھر حکم دیا جاؤ اپنے اہل وعیال کو علم سکھاؤ اور اسی طرح نماز پڑھو جیسے میں پڑھتا ہوں اور معمر امامت کرے۔(۶) اس لئے کہ سب علم میں برابر تھے ورنہ عام حکم ''اعلمکم'' کا ہے۔

(۵) استاذ لیکچر ہمیشہ رک رک کر سمجھاتے ہوئے واضح الفاظ میں دے تاکہ طلباء سمجھ کر یاد کرلیں:

شمائل ترمذی کی روایت ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: کان یتکلم بکلام بین فصلین یحفظ من جلس الیه (۷) ہر بات واضح صاف اور سیدھی ہوتی تاکہ سامع یاد کرلے انسؓ سے روایت ہے: یعید الکلمة ثلاثا لتعقل عنه (۸) بعض باتوں کو تین تین دفعہ دہراتے تاکہ یاد ہو جائے۔

(۶) طلبہ کے سوالات کو غور سے سننا چاہئے اور کھل مل جانا چاہئے:

شمائل ترمذی کی روایت ہے آپ ﷺ اہل مجلس کے ہر شخص کی بات توجہ سے سنتے اہل مجلس جس بات پر ہنستے آپ ﷺ بھی ہنستے، جس بات پر تعجب کا اظہار کرتے آپ ﷺ بھی متعجب ہوتے۔(۹) گویا معلم و متعلم کے درمیان بے تکلفی و شراکت کا ماحول قائم فرماتے تھے اور ہر فرد پر اس طرح توجہ دیتے کہ وہ سمجھتا آپ صرف اسی سے مخاطب ہیں اور وہی سب سے محبوب شخص ہے۔(۱۰)

(۷) ہر طالب علم سے یکساں محبت و سلوک کرنا چاہئے:

مسلم نسائی اور بخاری نے روایت نقل کی ہے کہ ایک دیہاتی نے دوران خطبہ آپ ﷺ کو روک کر سوالات کئے یہ آداب محفل کے خلاف تھا، مگر آپ ﷺ خطبہ دینے والی کرسی سے نیچے آئے اس کو جوابات دیئے پھر اپنا خطبہ مکمل کیا۔(۱۱) اسی طرح بخاری نسائی اور ابن ماجہ کی ایک روایت دوسرے دیہاتی کے بارے میں ہے جس نے سختی کے انداز میں سوالات کئے، آپ ﷺ نے تحمل سے جوابات دیئے تو وہ ایمان لے آیا، آپ ﷺ نے فرمایا: فقہ الرجل (۱۲) یہ آدمی پوری طرح بات سمجھ گیا ہے۔

(۸) استاذ کو ہر وقت طالب علم کے سوال کا تحمل سے جواب دینا چاہئے:

مسلم کی روایت ہے ایک دیہاتی نے دوران سفر اونٹنی کی لگام پکڑ کر سوالات پوچھنے شروع کر دیئے، آپ ﷺ نے جوابات دے کر صرف اتنا کہا اب تو جانے دو کوئی سختی نہیں کی۔(۱۳) ابن حجر عسقلانیؒ نے ایک روایت نقل کی ہے کہ عرفات کے میدان میں منفق نامی ایک شخص نے آپ ﷺ کی اونٹنی کی لگام پکڑ کر روکنا چاہا صحابہؓ نے روکا تو آپ ﷺ نے اجازت دی، اس نے وہیں آپ ﷺ سے سوالات کئے آپ ﷺ نے اسے ارکان اسلام کی تعلیم دی اور کسی خفگی کا اظہار نہیں کیا۔(۱۴)

(۹) استاد کی ذمہ داری ہے کہ وہ طلباء کو دین کے ساتھ دنیا کی طرف بھی متوجہ رکھے:

شیخ ابوغدہؒ نے حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے آپ ﷺ نے فرمایا: خَیْرُکُمْ مَنْ لَمْ یَتْرُکْ دُنْیَاہُ لِآخِرَتِہٖ (۱۵) تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنی دنیا کو آخرت کی وجہ سے نہ چھوڑ دے یعنی دونوں کو ساتھ لے کر چلے، دوسری حدیث میں ہے دنیا پر سوار ہو کر آخرت تک پہنچو۔(۱۶) اسی طرح فرمایا دنیا آخرت کا پل ہے۔(۱۷) اس سے معلوم ہوتا ہے دین کے ساتھ دنیاوی فرائض بھی نبھانے چاہئیں، دینی علوم کے ساتھ دنیاوی علوم وفنون بھی سیکھنا چاہئے۔

(۱۰) استاذ کو چاہئے طلبہ کو فراغت کے بعد فروغ علم کی ترغیب دیں: اللہ تعالیٰ نے اس امت کی خصوصیت اور ذمہ داری سورہ آل عمران میں (۱۸) بیان کرتے ہوئے اس کا باقاعدہ حکم دیا ہے۔ صحیح بخاری کی روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا: لِيُبَلِّغُ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ (۱۹) جو علم حاصل کرے وہ ان لوگوں تک علم پہنچائے جنہیں علم حاصل نہیں ہے، اسی طرح فرمایا: بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً (۲۰) طلبہ استاذ سے اگر معمولی بات بھی سیکھیں تو اسے بھی دوسروں تک پہنچائیں۔

(۱۱) استاذ کو اپنے قول و فعل سے طلبہ کی آئیڈیل شخصیت ہونا چاہئے: طالب علم ہمیشہ استاذ سے فکر و عمل اخذ کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے قرآن کریم نے آپ ﷺ کو لوگوں کے لئے اسوۃ حسنہ (۲۱) بہترین نمونہ قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ نے یثمہ کو دعوت اسلام دینے کے لئے عمر بن العاصؓ کو بھیجا۔ انہوں نے تبلیغ کرتے ہوئے فرمایا آپ ﷺ انه لا يأمر بخير الا كان اول آخذ به (۲۲) پہلے خود عمل کرتے ہیں پھر دوسروں کو حکم دیتے ہیں، اسی طرح دیگر خصوصیات بیان کیں جنہیں سن کر وہ مسلمان ہو گئے۔

(۱۲) طلبہ کی غلطیوں کی اپنے ہاتھ سے اصلاح کرنا: مسلم اور ابوداؤد کی ایک حدیث ہے کہ ایک شخص نے مسجد کی دیوار پر تھوکا تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے تھوک صاف کیا اور اصلاح کرتے ہوئے فرمایا نمازی کے سامنے اللہ ہوتا ہے قبلہ کی طرف نہیں تھوکنا چاہئے، مجبوری ہو تو دائیں بائیں تھوکے یا کپڑے (رومال) میں تھوک لے۔ (۲۳) تاکہ مسجد صاف رہے۔ اگر طالب علم بورڈ پر یا کاپی میں لکھتے ہوئے کوئی غلطی کرے تو اس کی اصلاح کر دینا چاہئے۔

(۱۳) طلبہ کو پریکٹیکل کے ذریعہ تعلیم دینا: مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ کی روایت ہے ایک شخص نے نماز کے اوقات پوچھے تو آپ ﷺ نے اسے اپنے ساتھ ان اوقات کی نماز پڑھوا کر بتایا، یہ وقت ہے۔ (۲۴) ابوداؤد اور نسائی کی روایت ہے ایک شخص نے وضو کا طریقہ پوچھا تو آپ ﷺ نے اسے مکمل وضو کر کے طریقہ سکھایا۔ (۲۵) اسی طرح بخاری و مسلم کی روایت ہے آپ ﷺ سے نماز کی ادائیگی کا طریقہ پوچھا تو آپ ﷺ نے پوری نماز ادا کر کے سکھائی۔ (۲۶)

(۱۴) استاذ کو چاہئے طویل لیکچر نہ دے اور نہ مسلسل پڑھائے بلکہ وقفہ کے ساتھ تھوڑی تھوڑی تعلیم دے: آپ ﷺ نے حضرت معاذؓ کو نصیحت کی کہ تھوڑی تھوڑی تعلیم دیں۔ (۲۷) حضرت مسعودؓ فرماتے ہیں جب تک ہم دس آیات پڑھ کر سمجھ نہ لیتے آگے نہیں بڑھتے تھے۔ (۲۸) آپ ﷺ نے فرمایا: يسروا ولا تعسروا وبشروا ولا تنفروا (۲۹) (طلبہ کے لئے) آسانی پیدا کرو دشواری نہیں، خوشخبری سناؤ نفرت نہیں۔

(۱۵) استاذ کو طلبہ کی استعداد کو ملحوظ رکھتے ہوئے تعلیم دینا چاہئے اور ان کے حسب حال سوال کا جواب دینا چاہئے: مسند احمد کی روایت ہے ایک نوجوان نے روزہ میں بیوی کا بوسہ لینے کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے منع کر دیا۔ (۳۰) لیکن ایک بوڑھے نے مانگی تو آپ ﷺ نے اجازت دے دی۔ (۳۱) اس لئے کہ بوڑھا جذبات پر کنٹرول کر سکتا ہے جوان نہیں بخاری و مسلم کی روایت ہے ایک شخص نے جس کے والدین بوڑھے تھے اس نے جہاد کی اجازت چاہی تو منع کر دیا۔ (۳۲) حالانکہ جہاد فرض ہے لیکن اس کے ماں باپ کی کفالت اور دیکھ بھال بھی فرض تھی، لہٰذا اس کے حسب حال حکم دیا۔

(۱۶) کبھی سوال کر کے تعلیم دینا چاہیئے: آپ نے پوچھا کیا دن میں پانچ دفعہ نہانے والا میلا رہ سکتا ہے؟ پھر جواب دیا: اسی طرح پانچ وقت نماز پڑھنے والا گناہ گار نہیں رہ سکتا۔ (۳۳) حدیث جبرائیل بھی اس کی مثال ہے۔

(۱۷) طالبعلم کے غلط سوال کا جواب علمی کیساتھ عقلی بھی ہونا چاہیئے: ایک نوجوان نے زنا کی اجازت چاہی تو فرمایا کیا اپنی ماں، بہن، بیٹی کے لئے بھی پسند کرو گے کہ کوئی زنا کرے اس نے کہا نہیں تو فرمایا تم بھی یہ کام نہ کرو۔ (۳۴)

(۱۸) تدریس کو دلچسپ بنانے کیلئے اسمیں لطائف، پہلیاں اور مزاح کو شامل کرنا چاہیئے: بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ کھجور کے درخت کو پہلی شکل میں پوچھا کوئی جواب نہ دے سکا تو خود جواب بتایا۔ (۳۵) تاکہ طلبہ کی ذہنی صلاحیت کا بھی اندازہ ہو جائے۔

(۱۹) نقشہ، مثال اور چارٹ کے ذریعہ بھی تعلیم دینا چاہیئے: آپ ﷺ نے زمین پر لکیریں کھینچ کر ہدایت و گمراہی کے راستوں کی نشاندہی کی۔ (۳۶) آپ ﷺ نے ہاتھ سے لکیریں کھینچ کر فاطمہ، خدیجہ، مریم اور آسیہ علیہم السلام کی فضیلت کو واضح کیا۔ (۳۷) ایک دفعہ انگلیوں کو آپس میں داخل کر کے مسلم اتحاد کو نمایاں کیا۔ (۳۸) ایک دفعہ انگلیوں کے ذریعہ یتیم کی کفالت کرنے والے کے مقام کی نشاندہی کی۔ (۳۹)

(۲۰) طالبعلم کے سوال کے جواب میں زائد معلومات بھی مہیا کرنی چاہیئے اور اس کے ذہن کو سوال سے عمل کی طرف منتقل کرنا چاہیئے: ابوداؤد کی حدیث ہے آپ ﷺ سے سمندری پانی سے وضو کا جواز معلوم کیا، آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: هو الطهور ماء ه الحل ميتته (۴۰) پانی کے ساتھ اس کی مچھلی بھی حلال ہے۔ طالب علم نے سوال کیا قیامت کب آئے گی فرمایا: ماأعدت لها (۴۱) تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے، یعنی پہلے تیاری کرلو پھر انتظار کرو۔

(۲۱) خواتین کی تدریس اور جوابات میں ان کا خصوصی خیال رکھنا چاہیئے: آپ ﷺ کے چند تدریسی اصول مدلل انداز میں ملاحظہ کئے، یہ لڑکے اور لڑکیوں دونوں کے لئے ہیں، اس کے علاوہ خواتین اور بچیوں کے لئے آپ کی سیرت سے چند خصوصی اصول مزید معلوم ہوتے ہیں۔ مسلم، ابوداؤد اور شمائل ترمذی کی روایت ہے ایک روز راستہ میں ایک ایسی عورت ملی جو نارمل نہیں تھی، کہنے لگی مجھے آپ ﷺ سے کام ہے، آپ ﷺ نے فرمایا چلو جہاں چل کر بات کرنا پسند کرو میں تیار ہوں۔ وہ دور لے گئی فجلس النبی إليها حتى قضت (۴۲) آپ نے اس کے ساتھ بیٹھ کر پوری بات سنی پھر واپس آئے اس لئے کہ ممکن تھا وہ شرم کی وجہ سے وہ بات عام لوگوں کے سامنے نہ کرنا چاہتی ہو، لہٰذا استاذ کو خواتین کا لحاظ کرنا چاہیئے۔ آپ ﷺ سے حیاء کی وجہ سے بہت سے سوالات پوچھنا مشکل ہوتا تھا، لہٰذا آپ ﷺ نے فرمایا: انما انا لكم مثل الوالد (۴۳) میں تمہارے والد کی طرح ہوں، جو چاہو پوچھو حیاء نہ کرو، اسماء بنت شکل نے حیض کے بعد غسل کا طریقہ پوچھا: آپ ﷺ نے مکمل طریقہ بتایا۔ (۴۴) حضرت عائشہ ﷺ کہتی ہیں انصار کی عورتوں کو لم یمنعهن الحياء (۴۵) دینی مسائل معلوم کرنے میں حیاء نہیں آتی تھی۔ عید کے اجتماع میں خواتین (غالباً فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے) آپ ﷺ کا خطاب نہ سن سکیں تو جا کر خواتین کو الگ سے خطبہ دیا اور صدقہ کی تعلیم دی۔ (۴۶) پھر خواتین کے مطالبہ پر ان کے لئے الگ خاص ایام تعلیم کے لئے مقرر کر دیئے۔ (۴۷) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خواتین بھی اسی طرح تعلیم کی مستحق ہیں جس طرح مرد ہیں، البتہ مخلوط تعلیم کا

اسلام میں کوئی تصور نہیں، اس لئے دونوں کی کلاسیں اور اوقات الگ الگ ہونا چاہئے تاکہ وہ بے حجابانہ تعلیم حاصل کرسکیں اور سوالات کے ذریعہ اپنی تشفی کرسکیں۔

عہد نبویؐ کی تعلیمی خصوصیات

خلاصۂ بحث وامتیازی خصوصیات کے حوالہ سے یہاں آخر میں چند خصوصیات پیش کرنا چاہوں گا:

(۱) اس عہد میں خصوصی علم قرآن، حدیث اور فقہ تھا۔

(۲) تعلیم کتابی نہ تھی، قولی اور سماعی تھی۔

(۳) تعلیم کے لیے کوئی معاوضہ لینا یا دینا ممنوع تھا، معلّمین کے لیے معیشت کے دوسرے ذریعے تھے، (۴۸) یہاں تک کہ ایک مرتبہ ایک مہاجر نے حضرت عبادہ بن صامتؓ کو جن سے وہ قرآن پڑھتے تھے، ایک کمان ہدیہ میں بھیجی، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے لینے سے منع فرمادیا۔(۴۹)

(۴) استاد، طالب علموں سے بڑی شفقت اور محبت کا سلوک کرتے تھے، جس کی بہ کثرت مثالیں ہیں۔

(۵) مسجدیں، تعلیم گاہ کے طور پر استعمال کی جاتی تھیں۔

(۶) علم حدیث کے چرچے سے علم کی تحصیل کے لیے سفر کرنے کا رواج ہوا، خود صحابۂ کرامؓ بھی ایک ایک حدیث کی تحقیق کے لیے ایک دوسرے کے پاس ایک شہر سے دوسرے شہر کو جاتے تھے، ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی بات بیان فرمائی تھی، اس موقع پر حضرت عقبہ بن عامرؓ اور حضرت سائب بن مخلدؓ حاضر تھے، حضرت سائبؓ کو اس حدیث کے متعلق کچھ شبہہ ہوگیا، تو انہوں نے صرف اس شبہہ کو دور کرنے کے لیے مصر کا سفر کیا، اور وہاں پہنچ کر حضرت عقبہؓ سے اس حدیث کی بابت دریافت کیا۔

(۷) علمی سفر کے متعلق یہاں تک احتیاط برتی جاتی تھی، کہ اسے خالص تحصیل علم کے لیے ہونا چاہیے تھا، اگر اس میں کوئی دنیاوی غرض وابستہ ہوجاتی، یا کسی شہر میں کوئی پہنچا، اور ضمنی طور پر کچھ علم حاصل کرنا چاہتا، تو اسے مایوس ہونا پڑتا تھا، ایک مرتبہ ایک شخص حضرت ابو دردہاؓ کی خدمت میں مدینہ سے کسی حدیث کے متعلق دریافت کرنے کے لیے آیا، انہوں نے پہلے اس سے یہ اطمینان کرلیا، کہ یہ کسی دنیاوی غرض جیسے تجارت وغیرہ کے لیے نہیں آیا ہے، اس کے بعد اس سے حدیث بیان کی۔(۵۰)

اسلام کا یہ وہ عہد زریں ہے جسے نمونہ بنا کر آج بھی کامیابی کے زینہ پر چڑھا جاسکتا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

(۱) سورۂ الاحزاب/ ۲۱،

(۲) ابن ماجہ، ابو عبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۳۹۵ھ، ج/ ۱، ص/ ۸۳، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم،

(۳) الالبانی، محمد ناصر الدین، سنن ابو داؤد، ج/ ۲، ص/ ۶۹۵، حدیث نمبر ۳۶۴۵، سنن ترمذی حدیث نمبر ۲۷۱۵ اور طبقات ابن سعد، ج/ ۲، ص/ ۲۲، خیر القرون کی درسگاھیں، ص/ ۸۸ اور سنن ترمذی باب ماجاء فی تتریب الکتاب،

(۴) مسلم بن حجاج القشیری صحیح مسلم، ج/ ۱۰، ص/ ۸۱،

(۵) ایضاً، ج/ ۵، ص/ ۲۰، کتاب الصلوۃ باب تحریم الکلام فی الصلوۃ،

(۶) البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، ج/ ۲،ص/۹۳، کتاب الاذان باب الاذان للمسافرین اور صحیح مسلم، ج/ ۵،ص/۱۷۴، کتاب المساجد باب من احق با الامامة،

(۷) الترمذی، شمائل الترمذی،ص/۱۴۰،

(۸) ایضاً،

(۹) ایضاً،ص/ ۲۲۱۔۲۲۴،

(۱۰) ایضاً،ص/۲۱۲،

(۱۱) البخاری، محمد بن اسماعیل، الادب المفرد ۔ دارالبشائر الاسلامیه بیروت، ۱۴۰۹ھ،ص/ ۵۱۱، حدیث نمبر ۱۱۶۴، صحیح المسلم، ج/۶،ص/۱۶۵، کتاب الجمعة اور سنن نسائی، ج/ ۸/ ص ۲۲۰، کتاب الزینة باب الجلوس علی الکرسی،

(۱۲) البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، ج/ ۱،ص/ ۱۴۸، کتاب العلم اور سنن نسائی، ج/۴،ص/۱۲۲، کتاب الصوم، سنن ابن ماجہ، ج/ ۱،ص/۱۹۴، کتاب اقامة الصلوٰة،

(۱۳) مسلم بن الحجاج القشیری، صحیح المسلم، ج/ ۱،ص/۱۷۲، کتاب الایمان، اور صحیح البخاری، ج/۳،ص/۲۶۱، کتاب الزکوٰة سنن نسائی، ج/۱،ص/۲۳۴، کتاب الصلوٰة باب ثواب اقامة الصلوٰة۔

(۱۴) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ج/۳،ص/۲۶۴، کتاب الزکوٰة،

(۱۵) ابوغدہ، عبدالفتاح، الرسول المعلم و اسالیبه فی التعلیم دارالبشائر الاسلامیه بیروت ۱۹۹۷ء،ص/۵۴، بحواله الفردوس للدیلمی، ج/ ۲،ص/ ۳۵۱،

(۱۶) ایضاً، بحواله المستدرک للحاکم، ج/۴،ص/۳۱۲، اور الفردوس للدیلمی، ج/۲،ص/۳۵۱،

(۱۷) ایضاً

(۱۸) سورۂ آل عمران/ ۱۱۰،

(۱۹) البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، ج/ ۳،ص/۵۷۴، کتاب الحج باب الخطبة ایام منی اور صحیح مسلم، ج/ ۱۱،ص/ ۱۶۹، کتاب القسامة،

(۲۰) البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، ج/ ۶،ص/۴۹۶، اور سنن الترمذی، ج/ ۴،ص/۱۴۷، کتاب العلم،

(۲۱) سوره الاحزاب/ ۲۱،

(۲۲) ابن حجر، الاصابة فی تمیز الصحابة دارالکتب العلمیة بیروت ۱۴۱۵ھ، ج/ ۱،ص/۵۳۸،

(۲۳) مسلم بن الحجاج القشیری، صحیح المسلم، ج/ ۸،ص/۱۳۶، کتاب الزهد والرقائق باب حدیث جابر، سنن ابوداؤد، ج/ ۱،ص/ ۱۳۱، کتاب الصلوٰة باب کراهیة البراق فی المسجد،

(۲۴) مسلم بن الحجاج القشیری، صحیح مسلم، ج/ ۵،ص/۱۱۴، کتاب المساجد باب اوقات الصلوات الخمسة، سنن ترمذی، ج/ ۱،ص/۱۰۲، کتاب الصلوٰة نسائی، ج/ ۱،ص/۲۵۸، کتاب المواقیت باب اول وقت المغرب، ابن ماجه، ج/ ۱،ص/۲۱۹، کتاب الصلوٰة،

(۲۵) ابوداؤد، سنن أبوداؤد، ج/ ۱،ص/۳۳، کتاب الطهارة، باب الوضوء ثلاثا ثلاثاً، سنن نسائی، ج/ ۱،ص/۸۸، سنن ابن ماجه، ج/۱، ص/۱۴۶، اور محمد بن اسماعیل البخاری صحیح البخاری، ج/ ۱۱،ص/۲۱۳، کتاب الرقاق،

(۲۶) البخاری، محمد بن اسماعیل/ صحیح البخاری، ج/ ۱،ص/۴۰۹، کتاب الصلوٰۃ المساجد، باب الصلوۃ فی السطوح والمنبر اور صحیح مسلم، ج/۵،ص/۳۵، کتاب المساجد باب جواز الحظوۃ والخطوتین فی الصلوۃ،

(۲۷) البخاری، صحیح البخاری، ج/ ۳،ص/۳۵۷، کتاب الزکوٰۃ باب اخذ الصدقۃ ،صحیح مسلم، ج/ ۱،ص/۱۹۶، کتاب الایمان،

(۲۸) ابوغدہ، عبدالفتاح الرسول المعلم واسالیبہ فی التعلیم،ص/۷۸،

(۲۹) البخاری، محمد بن اسماعیل صحیح البخاری، ج/ ۱،ص/۱۶۳، صحیح مسلم، ج/۱۲،ص/۴۲، کتاب الجہاد والسیر ،

(۳۰) ابن حنبل، امام احمد، مسند احمد، مطبوعہ بیروت، ج/۲،ص/۱۸۰،

(۳۱) ایضاً

(۳۲) البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، ج/ ۶،ص/۱۴۰، کتاب الجهاد باب الجهاد باذن الابوین، صحیح مسلم، ج/ ۱۶،ص/۱۰۳، کتاب البر والصلة باب بر الوالدین،

(۳۳) البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، ج/ ۲،ص/ ۹، کتاب مواقیت الصلوٰۃ ،

(۳۴) ابن حنبل، احمد، مسند احمد، ج/ ۵،ص/۲۵۶،

(۳۵) ترمذی، سنن الترمذی، ج/ ۱۰،ص/۳۱۰،

(۳۶) ابن حنبل، احمد. مسند احمد، ج/ ۳،ص/۳۹۷،

(۳۷) ایضاً، ج/ ۱،ص/۳۱۶،

(۳۸) بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، ج/ ۵،ص/۷۲، کتاب المظالم باب نصر المظلوم،

(۳۹) ایضاً ج/۹،ص/۳۸۹، کتاب الطلاق باب اللعان،

(۴۰) مالک، موطا امام مالک ۔ ج/ ۱،ص/۲۲، کتاب الطهاره، باب الطهور للوضو، اور ابوداؤد، ج/ ۱،ص/۲۱، کتاب الطهاره باب الوضؤ بماء البحر،

(۴۱) بخاری، محمد بن اسماعیل صحیح البخاری، ج/ ۷،ص/۴۰، کتاب المناقب، باب مناقب عمربن خطاب اور صحیح المسلم، ج/۱۰،ص/۴۶۳، کتاب الادب باب علامة الحب فی الله،

(۴۲) مسلم بن الحجاج القشیری صحیح المسلم، ج/ ۱۵،ص/۸۲، سنن ابوداؤد ج/ ۴،ص/۲۵۷، شمائل ترمذی،ص/۲۰۵،

(۴۳) مسلم بن حجاج القشیری، صحیح المسلم، ج/ ۳،ص/۱۵۳، ابوداؤد، ج/ ۱،ص/۳۰، النسائی، ج/ ۱،ص/۳۸،

(۴۴) بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، ج/ ۱،ص/۳۵۳، کتاب الحیض، مسلم، ج/ ۴،ص/۱۵، کتاب الحیض،

(۴۵) ابوغدہ، عبدالفتاح الرسول المعلم واسالیبه فی التعلیم،ص/۲۰۷،

(۴۶) بخاری محمد بن اسماعیل صحیح البخاری، ج/ ۱،ص/۱۹۲، صحیح مسلم، ج/ ۶،ص/۱۱۷۳،

(۴۷) مسلم بن الحجاج القشیری، صحیح المسلم، ج/ ۱۶،ص/۱۸۱، کتاب البر والصلة باب فضل من یموت له ولد فیحتسبه اور صحیح البخاری، ج/ ۱،ص/۱۹۵،

(۴۸) ندوی، مولانا ریاست علی/اسلامی نظام تعلیم ص/۴۷

(۴۹) السجستانی/سنن أبوداؤد کتاب البیوع باب فی کسب العلم

(۵۰) ندوی، مولانا ریاست علی/اسلامی نظام تعلیم ص/۴۸

خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ کے مختصر حالات زندگی

تحریر: مولانا ظہیر احمد
رفیق شعبہ تصنیف وتالیف، جامعہ نصرۃ الاسلام گلگت

نام ونسب:

علامہ محمد بن سعد اپنی طبقات میں لکھتے ہیں:

نام عبداللہ بن ابی قحافہ تھا۔ ابوقحافہ کا نام عثمان بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ تھا۔ حضرت ابوبکرؓ کا لقب عتیق تھا، حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ ابوبکرؓ کا نام عتیق کیوں رکھا گیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ یہ آگ سے اللہ کے آزاد کیئے ہوئے ہیں۔ مغیرہ بن زیاد سے مروی ہے کہ میں نے ابن ابی ملیکہ سے کہا کہ جا کر ابوبکر صدیقؓ سے پوچھو! کہ ان کا نام کیا تھا وہ ان کے پاس گئے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ ان کا نام عبداللہ تھا، عتیق صرف لقب کے طور پر ہوئے۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں رسول ﷺ کے مکان میں تھیں آپ ﷺ کے اصحاب باہر کے میدان میں تھے، میرے اور ان کے درمیان پردہ تھا، ابوبکرؓ آئے تو رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جسے آتش دوزخ سے آزاد کی طرف دیکھنے سے مسرت ہو وہ ان کی طرف دیکھے''

ان کا نام جو گھر والوں نے رکھا تھا عبداللہ تھا لیکن عتیق اس پر غالب آ گیا، ابووہب مولائے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے شب معراج میں جبریلؑ سے کہا کہ قوم میری تصدیق نہیں کرے گی تو انہوں نے کہا کہ ابوبکرؓ آپ ﷺ کی تصدیق کریں گے، وہ صدیق ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ کا قبول اسلام

ابواروی الدوسی اور متعدد طرق سے روایت ہے کہ سب سے پہلے جو شخص اسلام لایا وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں، ابراہیم سے روایت ہے کہ سب سے پہلے جس نے نماز پڑھی وہ ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میرا اپنے والدین کے بارے میں یہی خیال تھا کہ وہ ایک دین کے پیرو ہیں ہم پر کبھی کوئی دن ایسا نہیں گزرا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس نہ آئے ہوں۔ (یہ ابتدائے اسلام کا واقعہ ہے جب حضرت عائشہؓ چند سال کی تھیں) عامر سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت بلالؓ سے پوچھا کہ کون آگے بڑھ گیا؟ انہوں نے کہا کہ محمد ﷺ، اس شخص نے دریافت کیا کہ کس نے پہلے نماز پڑھی؟ بلالؓ نے کہا حضرت ابوبکرؓ نے اس شخص نے کہا کہ میری مراد "لشکر" میں تھی، حضرت بلالؓ نے کہا کہ میری مراد "خیر" میں تھی۔ اسامہ بن زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی حضرت ابوبکرؓ تجارت میں مشہور تھے نبی اکرم ﷺ اس حالت میں مبعوث ہوئے کہ ابوبکرؓ کے پاس چالیس ہزار درہم تھے چنانچہ وہ انہی سے (مسلم) غلام آزاد کرتے اور مسلمانوں کو قوت پہنچاتے تھے۔

غار ثور اور ہجرت مدینہ

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول ﷺ نے ابوبکرؓ سے فرمایا کہ مجھے روانگی یعنی ہجرت کا حکم ہو گیا ہے، حضرت ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! صحبت کو (نہ بھولیے گا) فرمایا تمہارے لیے (ہجرت میں بھی) صحبت ہے دونوں روانہ ہوئے یہاں تک کہ غار ثور میں آئے اور وہاں پوشیدہ ہو گئے عبداللہ بن ابی بکرؓ رات کو ان دونوں کے پاس اہل مکہ کی خبر لاتے اور صبح انہیں مکے کے لوگوں میں کرتے گویا وہ رات کو

کے میں رہے۔ عامرؓ بن فہیرہ ابوبکرؓ کی بکریاں چراتے اور انہیں دونوں کے پاس رات بھر رکھتے جس سے دونوں دودھ پیتے۔ اسماء (بنت ابی بکر) ان دونوں کے لیے کھانا تیار کرتی تھیں اور پھر ان کے پاس بھیج دیتی تھیں ایک روز انہیں کوئی چیز باندھنے کو نہ ملی تو اپنا دوپٹہ کاٹ کر باندھ دیا جس سے ان کا نام ذات النطاقین ہو گیا (یعنی دو دوپٹے والی) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ہجرت کا حکم ہو گیا ابوبکرؓ کا ایک اونٹ تھا رسول اللہ ﷺ نے ایک دوسرا اونٹ خریدا، ایک اونٹ پر آنحضرت ﷺ سوار ہوئے اور دوسرے پر ابوبکرؓ، اور حماد کی روایت کے مطابق ایک اور اونٹ پر عامر بن فہیرہ سوار ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ اس اونٹ سے گراں ہو جاتے تو ابوبکرؓ سے بدل لیتے ابوبکرؓ عامر بن فہیرہ کے اونٹ سے بدل لیتے اور عامر بن فہیرہ رسول اللہ ﷺ کے اونٹ سے بدل لیتے ابوبکرؓ کے اونٹ پر جب رسول اللہ ﷺ سوار ہوتے تو وہ گراں بار ہو جاتا پھر ان دونوں کے پاس شام سے ھدیہ آیا جو طلحہ بن عبیداللہ کی طرف سے ابوبکرؓ کے نام تھا اس میں شامی سفید کپڑے تھے دونوں نے وہ پہن لیے اور انہیں کپڑوں میں مدینے میں داخل ہوئے، حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے ان سے بیان کیا کہ جب ہم غار میں تھے تو میں نے نبی ﷺ سے کہا کہ اگر ان لوگوں میں سے کوئی اپنے قدموں کی طرف نظر کرے تو وہ ضرور ہمیں دیکھے تو آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر! ان دو کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہو۔ زہری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حسانؓ بن ثابت سے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے ابوبکرؓ کی مدح میں بھی کچھ (شعر) کہا ہے انہوں نے کہا جی ہاں، فرمایا کہو میں سنوں گا انہوں نے کہا:

وثانی اثنین فی الغار والمنیف وقد طاف العدو اذصعدالجبلا

وکان حب رسول اللہ قد علموا من البریة لم یعدل به رجالا

وہ (صدیق) غار میں دو میں کے، دوسرے تھے حالانکہ وہ جب غار میں اترے تو دشمن ان کے گرد پھرتے رہے، (مگر ان کو نہ دیکھ سکے) وہ رسول اللہ ﷺ کے ایسے محبّ اور محبوب تھے کہ سب لوگ جانتے ہیں کہ مخلوق میں کوئی شخص ان کے برابر نہیں ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ ہنسے جس سے دندان مبارک نظر آنے لگے اور فرمایا:

"اے حسان! تم نے سچ کہا وہ ایسے ہی ہیں جیسے تم نے کہا"

فضائل ومناقب

حضرت صدیقؓ کے فضائل اس کثرت سے مروی ہیں جن کا احاطہ اس مختصر سی تحریر میں ممکن نہیں، یہاں چند ایک فضائل مختصراً ذکر کیے جاتے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ مجھ سے اور ابوبکرؓ سے یوم بدر میں کہا گیا تھا کہ تم میں سے ایک کے ساتھ جبریلؑ ہیں اور دوسرے کے ساتھ میکائیلؑ، اسرافیلؑ بہت بڑے فرشتے ہیں یا یہ کہ صف میں موجود رہتے ہیں عبداللہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں ہر خلیل کی خُلّت سے بری ہوں بجز اس کے کہ اللہ نے تمہارے صاحب کو خلیل بنایا (آپ ﷺ کی مراد صاحب سے اپنی ذات تھی) اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ضرور ابوبکر کو خلیل بناتا، عبداللہؓ نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ضرور ابوبکرؓ کو بناتا، جندب سے مروی ہے کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو فرماتے سنا کہ اگر میں خلیل بناتا تو ضرور ابوبکرؓ کو خلیل بناتا، حضرت انسؓ بن مالک نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی کہ میری امت میں امت کے ساتھ سب سے زیادہ رحم کرنے والے ابوبکرؓ ہیں۔ عمروؓ بن العاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ سے عرض کی، آپ ﷺ کو سب سے زیادہ کون محبوب ہے؟ فرمایا عائشہؓ، میں نے کہا مردوں میں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کے والد (ابوبکرؓ)۔ محمد سے مروی ہے کہ اس امت میں نبی ﷺ کے بعد سے زیادہ غیرت مند ابوبکرؓ تھے۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک خواب دیکھا اسے ابوبکرؓ سے بیان کیا اور فرمایا اے ابوبکرؓ! میں نے خواب میں دیکھا کہ جیسے میں اور تم ایک زینے پر چڑھے، میں تم سے ڈھائی سیڑھی آگے بڑھ گیا، انہوں نے کہا خیر ہے یا رسول اللہ ﷺ! اللہ آپ ﷺ کو اس وقت تک باقی رکھے کہ آپ ﷺ اپنی آنکھوں سے وہ چیز دیکھ لیں جو آپ ﷺ کو مسرور کرے اور آپ ﷺ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کردے۔ آپ ﷺ نے اسی طرح تین مرتبہ اس خواب کو دہرایا تیسری مرتبہ فرمایا اے ابوبکرؓ میں نے خواب دیکھا کہ جیسے میں اور تم ایک زینے پر چڑھے میں تم سے ڈھائی سیڑھی آگے بڑھ گیا انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کو اللہ اپنی رحمت و مغفرت کی طرف اٹھائے گا اور میں آپ ﷺ کے بعد ڈھائی سال زندہ رہوں گا۔ (ڈھائی سیڑھی پیچھے رہنے سے یہی مراد ہے)

ابن جبیر بن مطعم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک عورت نبی اکرم ﷺ کے پاس کچھ سوال کرنے آئی آپ ﷺ نے اس سے ارشاد فرمایا میرے پاس دوبارہ آنا اس نے کہا اگر میں دوبارہ آؤں اور آپ ﷺ کو نہ پاؤں (اس سے موت کی طرف اشارہ تھا) تو فرمایا کہ اگر تم دوبارہ آؤ اور مجھے نہ پاؤ تو ابوبکرؓ سے ملنا (اس میں خلافت کی طرف اشارہ ہے کہ میرے بعد ابوبکرؓ خلیفہ ہوں گے لہٰذا انہیں سے ملنا)

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وصیت

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو انہوں نے کہا کہ میرے مال میں نظر کرنا کہ جب میں امارت میں داخل ہوا، کیا بڑھ گیا ہے اسے میرے بعد والے خلیفہ کے پاس بھیج دینا کیوں کہ میں نے اس مال کو اپنی مشقت سے حلال یا درست بنایا تھا اور مجھے اس طرح چکنا گوشت ملتا جس طرح تجارت میں ملتا تھا (اس کے باوجود اجتناب کیا)

ان کی وفات ہوگئی تو ہم نے دیکھا کہ ایک حبشی غلام تھا جو ان کے بچوں کو کھلاتا اور ایک پانی کھینچنے والا اونٹ تھا جو انہیں پانی بھر دیتا یا (بروایت عبداللہ بن نمیر) ان کے باغ کو سیراب کرتا ہم نے دونوں کو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیج دیا مجھے میرے دادا نے خبر دی کہ عمرؓ رونے لگے اور کہا کہ ابوبکرؓ پر اللہ کی رحمت ہو وہ اپنے بعد والے کو مشقت میں ڈال گئے۔

کفن کے متعلق وصیت

عبداللہ بن عبید سے روایت ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپؓ نے اپنی بیٹی عائشہؓ کو یہ وصیت کی کہ جب میں مروں تو میرے پورے کپڑے دھونا اور انہیں کو میرا کفن بنانا، عائشہؓ نے کہا والد! اللہ نے دیا ہے اور احسان کیا ہے ہم آپؓ کو نئے کپڑے کا کفن دیں گے تو فرمایا زندہ مردے سے زیادہ محتاج ہے جو اپنی جان کی حفاظت کرتا ہے اور اسے ڈھانکتا ہے کفن تو صرف پیپ، خون، اور کہنگی کا ہو جاتا ہے

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات

اس زمانے میں وہ اپنے اس مکان میں آئے ہوئے تھے جو نبی اکرم ﷺ نے عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے سامنے دیا تھا، حضرت عثمانؓ نے ان لوگوں کو تیمارداری کے لیے آپؓ کے ساتھ کر دیا تھا شب سہ شنبہ کی ابتدائی گھڑیوں میں ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ کو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوئی۔

مدت خلافت

ان کی مدت خلافت دو سال چھ ماہ اور دس دن رہی۔ وفات کے وقت وہ تریسٹھ سال کے تھے اس پر تمام روایات میں اتفاق ہو گیا ہے۔ کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی عمر پائی اور یہ بہت بڑا اعزاز اور عظیم حسن اتفاق ہے۔

محبتوں کی زمین، وادیٔ غذر کا ایک سفر

(پہلی قسط)

ایڈیٹر اس
امیر جان حقانی
ibshaqqani@gmail.com

رب العزت کا بے انتہا کرم ہے کہ اس نے ہمیں نبی آخری الزماں ﷺ کے امتی پیدا کیے، اور آپ ﷺ ایک ایسی کامل دین لے کر مبعوث ہوئے جو دین فطرت کہلاتی ہے۔ انسانی زندگی کے تمام لمحات میں دین فطرت انسان کی کامل واکمل رہنمائی کرتا ہے۔ آپ ﷺ کی حیات طیبہ اور آپ کے جانثار صحابہؓ کی زندگی میں ہمیں سفر اور حضر کے لیے رہنما اصول ملتے ہیں۔ آپ ﷺ اور آپ کے جانثاروں نے بے شمار اسفار کیئے ہیں۔

نبی آخر الزماں ﷺ نے اپنے رب کے حکم پر نبوت کا اعلان کیا تو اہل مکہ آپ ﷺ اور آپؐ پر ایمان لانے والوں کے جانی دشمن بن گئے، بالآخر آپ ﷺ کو اپنے احباب سمیت اپنے آبائی وطن کو خیر آباد کرنا پڑا۔ اور وہ خوبصورت دھرتی چھوڑنا پڑا جس میں آپ ﷺ کا بچپن اور لڑکپن گزرا اور عنفوان شباب کی کئی بہاریں گزری تھیں، اور وہاں خدا کا گھر اپنی پوری عظمت اور جلال و دبدبہ کے ساتھ موجود تھا۔ مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کا یہ سفر ناقابل شکست عزم، غیر متزلزل استقامت، عدیم المثال ایثار اور بے نظیر قربانی کا مظہر ہے۔ ظلم اور باطل کے سامنے جھکنے کے بجائے اس کے مقابلے میں شعور، یقین اور عزم کے ساتھ کھڑا ہونے کا تاریخی اعلان ہے۔ اس لازوال تاریخی اعلان نے مظلوم اور مفلوک الحال انسانی معاشروں بالخصوص کمزور اور لاچاروں کو جدوجہد کا ایک نیا اسلوب عطاء کیا اور نصب العین سے مستقل وابستگی کا قرینہ سکھایا اور فکر ونظر اور عقیدے کے لیے سب کچھ قربان کرنے کا ایک نرالا باب رقم کیا۔

وادی غذر محبتوں کی سرزمین ہے۔ اس وادی کے دو مشہور اور تاریخی علاقے چٹور کھنڈ اور یاسین کے دو سفر ہوئے۔ یہ دونوں اسفار خالص دینی، فکری، تحریکی اور اصلاحی تھے۔ ان میں محبت ومودت اور امن وآشتی کا عنصر غالب تھا۔ آئندہ سطور میں قاضی صاحب حفظہ اللہ کی معیت میں کیے گئے ان دو تبلیغی اسفار کی مختصر روئیداد بیان کی جائے گی۔ امید ہے کہ ناچیز کی اس ناکام سی کوشش کو آپ پسند فرمائیں گے۔

سفر وسیلہ ظفر

یہ جمعہ کا دن تھا۔ ڈگری کالج گلگت میں مسلسل ۳ پیریڈ پڑھا کر تھکا ماندا کالج وین میں بیٹھا ہی تھا کہ سیل فون رنگ رنگ بجنے لگا۔ دوسری جانب قاضی نثار احمد صاحب محو گفتگو تھے۔ علیک سلیک کے بعد فوراً فیصلہ صادر فرمایا کہ بھائی جمعہ کی نماز کے بعد علماء کرام اور کچھ بزرگوں کا ایک وفد چٹور کھنڈ جا رہا ہے تو آپ کا ساتھ جانا ضروری ہے۔ میں پس وپیش کر رہا تھا مگر ان کا انداز آمرانہ تھا اور فیصلہ اٹل، جہاں میرے اعذار نہ چل سکے۔ سیانوں کا قول ہے کہ رواں، رواں اور ہر دم جواں زندگی کے لیے سفر شرط ہے اور اگر یہ سفر مثل جنت نظیر ہو تو وسیلہ ظفر بن جاتا ہے۔ اسی وسیلہ ظفر کے لیے ہم بھی پابہ سفر ہوئے۔

مرکزی جامع مسجد گلگت میں جمعۃ المبارک کی نماز کی ادائیگی کے بعد گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں کا ایک قافلہ جامع مسجد سے جامعہ نصرۃ الاسلام کونو داس کی طرف چل پڑا، مجھے بھی بھائی شرافت الدین اور برادرم میر باز کے ساتھ ایک پجارو گاڑی میں بٹھا دیا گیا۔ گاڑیوں کا یہ قافلہ پولیس موبائیلوں کی حفاظت میں جامعہ نصرۃ الاسلام کے آفس پر جا رکا۔ میرے استفسار پر معلوم ہوا کہ دو روزہ دورہ خالصتاً تبلیغی واصلاحی دورہ ہے۔

مناظر قدرت کے مشاہدے کا حکم

یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ جب بھی کوئی مسافر یا سیاح سفر یا سیاحت وتفریح کے لیے روانہ ہوتا ہے خواہ وہ سفر تبلیغی واصلاحی نوعیت کا ہو یا مناظر قدرت دیکھنے کا، تو اس کے دل ودماغ میں جذبات وخیالات کا ایک طوفان بپا ہوتا ہے۔ اپنے مسکن سے دوری اور اپنے روزمرہ کے کاموں کا جائزہ، اپنے سفر کے مختلف پڑاؤ ومراحل، راستے کی دشواری، بُعد منزل کی دوری کا خیال اور وہاں کے حالات وماحول کے بارے میں خدشے و اندیشے، لوگوں کے رویے، کام کی نوعیت، واپسی کا ٹائم فریم اور نہ جانے کیا کیا دل ودماغ کے اسکرین پر ایک فلم کی طرح چلنے لگتے ہیں۔ جن کے طلاطم میں مسافر پابہ رکاب ہوتا ہے۔

قارئین! اس حقیقت سے بھی کوئی انکاری نہیں کہ مسلم مصنفین اور قلم کاروں نے ہر زمانے میں بڑے دلچسپ اور معلومات افزا سفرنامے لکھے ہیں۔ اور آج بھی یہ روایت زوروں پر ہے۔ کیونکہ خدائے وحدہ لاشریک کی آخری کتاب قرآن کریم فرقان حمید سیر وسیاحت، مناظر قدرت کے مشاہدے اور خدا بزرگ وبرتر کی عظیم الشان نشانیوں پر غور وفکر کی بار بار دعوت دیتا ہے۔

جب میں سفر کے لیے ذہنی وجسمانی طور پر تیار ہوا تو حکم خداوندی یاد آیا۔ قرآن پاک کی یہ آیات بے اختیار زبان پر آگئی "سیروا فی الارض" اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ نے بھی سفر کو وسیلہ ظفر قرار دیا ہے۔ اسی بنا پر مسلمانوں میں سفر پر جانے کا داعیہ ہمیشہ طاقتور اور مستحکم رہا ہے۔ تھوڑا غور کیا جائے تو تاریخی اہمیت کے بڑے بڑے سفرنامے وجود میں آئے ہیں۔ انظروا ماذا فی السمٰوت والارض پھر کیا تھا کہ رخت سفر باندھ لیا۔

سفر کی مسنون دعائیں

جب بھی مسلمان سفر پر نکلے تو مسنون دعاؤں کا اہتمام ضرور کریں۔ آپ ﷺ کی وہ پاکیزہ دعائیں جو آپ ﷺ سفر پر روانہ ہوتے وقت فرماتے تھے میں نے بھی پڑھنا شروع کر دیا۔

(۱) اللھم انی اسئلک فی سفری ھذا البر والتقویٰ ومن العمل ما ترضیٰ، (اے اللہ میں تجھ سے اس سفر میں نیکی اور تقویٰ کی توفیق مانگتا ہوں اور ایسے عمل کی جس سے تو راضی ہو)

(۲) سبحان الذی سخر لنا ھذا وما کنا لہ مقرنین، و انا الیٰ ربنا لمنقلبون، ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے لیے مسخر کر دیا جب کہ ہم میں اس کی طاقت نہ تھی اور بلاشبہ ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

روانگی

۳۰ ستمبر ۳ بجے کے قریب ۲۰ رکنی قافلہ پولیس کی حفاظت میں براستہ سکارکوئی چٹور کھنڈ کے لیے روانہ ہوا۔ قافلہ کے روح رواں قاضی نثار صاحب تھے۔ ان کے ساتھ گاڑی میں مولانا منیر صاحب، محمد نواز صاحب اور چند ذاتی محافظ تھے۔ ہماری گاڑی میں بھی ۵ ساتھی تھے مگر سب نوجوان اور خیالات وجذبات میں یکسانیت رکھنے والے تھے۔ ابتداء سفر سے ہی ماحول خوشگوار تھا۔ نعت، تقاریر اور مختلف ترانے ابتداء سفر سے ہی رفیق سفر تھے۔ گاڑیاں سکارکوئی روڈ پر فراٹے بھرتیں بسین کراس کر گئیں۔ میں خیالوں کی دنیا میں مگن تھا کہ بھائی شرافت الدین نے پھبتی کسی کہ میاں یہ ڈگری کالج کی لائبریری نہیں ہے، کہ آپ افلاطون اور ارسطو کے بوسیدہ نظریات کا مطالعہ کرو اور ان کو اپنی کسوٹی پر پرکھو! میں ہو، ہا، نا، نا کر کے شریک محفل سخن ہونا چاہتا مگر دل تھا کہ مضطرب، مسلسل قلابازیاں کھا رہا تھا، تخیلات کے بے آب وگیا وادیوں میں۔ ایک گاڑی میں حاجی جلیل صاحب اور دیگر احباب تھے۔

گاڑیوں کا یہ قافلہ اپنی آب وتاب کے ساتھ ہینزل جا پہنچا اور اچانک ایک کچی روڈ پر مڑا۔ اور سیدھا جا کر ایک گھر کی چار دیواری میں رکا۔ میں نے حیرت سے پوچھا کہ کیا یہ چٹور کھنڈ ہے؟ تو بھائی میر باز نے ایک زوردار قہقہہ لگایا او کہا بات یہ نہیں بلکہ گذشتہ روز ایک نوجوان کا علاقہ جج بارگو میں کار ایکسیڈینٹ میں انتقال ہوا ہے۔ تو ان کی فاتحہ خوانی بھی پروگرام کا حصہ ہے۔ ان کا نام نعیم ہے ہینزل کا باشندہ ہے۔ میں ہینزل کا جائزہ لے رہا تھا مکئی کی فصل پک کر تیار تھی۔ درختوں کے جھنڈ اور دریائے غذر کی روانی اور موسم خزاں کی ابتدائی ہوائیں فراق کی سی کیفیت پیدا کر رہی تھی کہ اتنے میں ایک صاحب میرا ہاتھ کہہ رہا تھا کہ یہ ہے گلگت بلتستان کے معروف شاعر وگلوکار جناب صلاح الدین حسرت، میں علیک سلیک کے بعد حسرت صاحب کے خدوخال اور ان کی مونچھوں کا جائزہ لے رہا تھا کہ وہ صاحب کہنے لگے کہ حسرت صاحب! یہ ہیں آپ کے پسندیدہ کالم نگار، سابق ابن شہزاد حقانی اور موجودہ امیر جان حقانی جن سے بالمشافہ ملاقات آپکی ترتیب حیات تھی۔ دائیں جانب ٹینٹ لگے ہوئے تھے اور دو بڑے درخت ٹینٹوں پر شاخیں پھیلائے سایہ کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ لوگ مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کرتے، آجا رہے تھے کہ قاضی صاحب بھی خوبصورت عربی جبہ زیب تن کیئے ہوئے فاتحہ گاہ میں داخل ہوئے۔ میں ان مناظر کا مشاہدہ کر رہا تھا کہ معروف قلم کار و شاعر حبیب الرحمان بغل گیر ہوئے۔ صلاح الدین حسرت اور حبیب الرحمان مشتاق سے اللہ نگہبان کہہ کر فاتحہ گاہ میں داخل ہوا۔ لوگوں کا ایک جم غفیر ہے۔ ہمہ تن خاموش قاضی نثار احمد صاحب کا چہرہ تک رہے ہیں۔ سکوت کا عالم ہے۔ مرحوم کے لواحقین بھی خاموش ہیں۔ میں بھی دبک کر ایک کونے میں بیٹھ گیا، بالآخر سکوت ٹوٹ گیا۔ قاضی صاحب نے فرمایا کہ "کل نفس ذائقة الموت" ہر ذی جان نے موت کا پیالہ پینا ہے موت اٹل ہے۔ مسلمان کو ہر وقت موت کا خیال رکھنا چاہیے۔ کل ہم نے بھی وہاں جانا ہے۔ کیا ہم جب بھی اپنے مرحومین کی قبروں میں حاضری دیتے ہیں تو یہ دعا نہیں پڑھتے ہیں۔ "السلام علیکم یا اهل القبور، یغفر الله لنا و لکم، و انتم سلفنا و نحن بالاثر" دفعتاً دعائے مغفرت کے لیے ہاتھ دراز فرما دیے۔ سب نے مل کر کئی بار اجتماعی دعا کی، لواحقین سے صبر جمیل کی تلقین کی، اور اپنی نشست سے اٹھ کر چل دیے۔ میں صلاح الدین حسرت کے بارے سوچ رہا تھا، ان کی عجیب زندگی ہے۔ وہ ایک بہترین شاعر ہیں، کاش! وہ اپنی شاعری کو خالص اسلامی شاعری میں تبدیل کریں تو کیا بات ہوگی، کل قیامت کے دن آپؐ کے مداحوں میں ان کا نام بھی ہوگا اور یہ کسی سعادت سے کم نہیں۔ اگر حسرت صاحب تک میری نحیف سی آواز پہنچی تو وہ ٹھنڈے دل و دماغ سے غور کرے، خدا سب کو راہ مستقیم دکھا دیں۔ آمین یارب العالمین

دریائے غذر کی بے پروائی سے روانی

قافلہ ہرپون کی آبادی سے گزر رہا تھا اور کوئی میرے کان میں سرگوشی کر رہا تھا کہ حقانی بھائی! یہ خالص کشروٹیوں کا علاقہ ہے میں حال و قال سے بے خبر دریا کی روانی پر سوچ رہا تھا۔ دریائے غذر اپنی تیز بہاؤ و روانی سے ہمیں یہ باور کروا رہا تھا کہ کسی کے آنے جانے سے اس کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ غذر کا روڈ اور دریا کا حسین ملاپ ہے۔ دریا میں نیلے پانیوں کی سرزمین کا پانی جمع ہو کر بہتا ہے تو روڈ میں تارکول کی سیاہی نے عجب دلکشی پیدا کی ہے دور سے دیکھنے والے کو بڑا دلکش منظر دکھتا ہے۔

تھولداس

تھولداس روڈ سے اس پار ایک چھوٹی سی آبادی ہے۔ تھولداس کے لوگ غیرت مند اور اسلام پسند ہیں۔ گلگت کے ناک تلے اس گاؤں میں شاید ہی کوئی سرکاری ملازم ہو، مسائل کا انبار ہے زندگی کی تمام سہولتوں سے یہ گاؤں عاری ہے۔ تھولداس میں پہلے بھی ایک دفعہ جانے کا اتفاق ہوا ہے۔ یہاں ایک مسجد کی سنگ بنیاد پر گلگت بلتستان کی دو نامور شخصیات مولانا قاضی نثار احمد اور مولانا عطاء اللہ شہاب صاحب (مشیر چیئرمین گلگت بلتستان کونسل) مدعو تھے۔

شیکیوٹ میں مسجد کے تعمیراتی کام کا جائزہ

بارگو اور شروٹ آمنے سامنے ہیں۔ شیکیوٹ میں قاضی نثار احمد صاحب کی نگرانی وانتظام میں ایک بڑی مسجد کا تعمیراتی کام جاری ہے۔ کسی بندہ خدا نے ۵۳ کنال زمین مدرسہ ومسجد کے لیے وقف کیا ہے۔ جہاں مستقبل قریب میں ایک بہت بڑا دارالعلوم بنے گا۔ مسجد کے قربت میں اقراء روضۃ الاطفال کا سکول ہے۔ اقراء روضۃ الاطفال دینی اسکولوں کا ایک مضبوط نیٹ ورک ہے۔ جس کے پورے ملک میں ۳۰۰ سے زائد سکول ہیں گلگت بلتستان کے مضافات میں بھی اقراء کے کئی سکول بہترین خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اقراء سکولوں کے ابتداء وارتقاء میں شہید اسلام حضرت مولانا یوسف لدھیانویؒ جیسے اکابر علماء کی جدوجہد اور دعائیں شامل ہیں۔ گلگت بلتستان میں اقراء اسکول کے قیام وانتظام میں قاضی نثار احمد صاحب کا بڑا عمل دخل ہے۔ چونکہ قاضی صاحب لدھیانویؒ کے خلیفہ مجاز ہیں۔ تو حضرت بنفس نفیس یہاں آئے اور قاضی صاحب کی معیت میں کئی اسکولوں کا افتتاح کیا۔ ہمارا قافلہ مسجد کے سامنے جا رکا اور قافلہ کے تمام شرکاء نے مسجد کی زیارت کی اور قاضی صاحب میرا ہاتھ تھامے کام کی تفصیلات سے آگاہ کر رہے تھے اور مستقبل قریب کے پلان کو بڑی خوبصورتی سے بیان کر رہے تھے مگر دل ودماغ میں ایک اضطراب، انقلاب، اور خیالات وسوالات کا ایک دریا امڈ آرہا تھا کہ کیا ہم موجودہ تعلیمی صورت حال سے مطمئن ہیں؟ عصری نظام تعلیم ودینی نظام تعلیم؟ طبقاتی نظام تعلیم؟ غریبوں کے لیے الگ اور امیروں کے لیے الگ، قدیم طرز تعلیم وجدید طرز تعلیم؟ آہ! دھرتی عزیز میں یکساں نظام تعلیم نہیں ہے مختلف طبقے اور گروہ پیدا ہو رہیں، عجب ابہام ہے۔ ایک طبقہ صرف قدیم اور مدرسے کی تعلیم کو اہم اور ضروری سمجھتا ہے اور ایک بڑا طبقہ انگلش میڈیم اور مغربی طرز تعلیم کو کامیابی کی کنجی اور ترقی وعروج کا راز سمجھتا ہے۔ اور کچھ بے چارے دونوں طبقوں میں پھنس کر اپنے نونہالوں کو دونوں طرح کی تعلیم سے آراستہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں یہ لوگ قابل تقلید ہیں مگر یہ انداز بے حد صعب ومشقت طلب ہے۔

قارئین! دل کی بات یہ ہے کہ میں تعلیم میں دوئی کا قائل نہیں ہوں۔ اسلامی تاریخ پر عمیق نظر ڈالی جائے تو تعلیم میں تقسیم نظر نہیں آئے گی۔ یہ تقسیم گذشتہ ۲،۳ سو سال پہلے کی ہے جو ہمارے دشمن کی کامیاب چال ہے۔ تعلیم کا بنیادی مقصد انسانوں کو حیوانیت کی نچلی سطح سے اٹھا کر انسانیت و مسلمانیت کے عروج وبلندیوں پر پہنچانا ہے۔ تعلیمی نظام ونصاب ایسا ہونا چاہیے جو فرد کو اس کی اصل حقیقت وذات سے روشناس کروائے، اور وہ اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہو، دو جہانوں میں، اور یہ کہ اپنے اندر چھپی ہوئی تمام صلاحیتوں کا کھوج لگائے اور حقیقت کا ادراک کر لے۔ اور جب وہ اس قابل ہو کہ وہ خود کو جان سکے اور اپنی تخلیقی صلاحیتوں کا اندازہ لگا سکے تو پھر وہ جدھر چاہے ادھر جائے۔ چاہے تو مفسر ومحدث بنے یا ڈاکٹر و انجینئر اور تعلیمی نظام اس کی کامیاب رہنمائی ومدد کرے۔ انتہائی معذرت سے عرض ہے کہ کیا ہمارا موجودہ تعلیمی نظام ہماری درست رہنمائی کر رہا ہے؟ بالخصوص ہمارا موجودہ نصاب تعلیم (دینی وعصری) کسی نوعمر کی ذات کی نشوونما، حقیقت کا ادراک، سچ کی تلاش اور کامیاب زندگی کے لیے مکمل کردار ادا کر رہا ہے؟ یقیناً جواب نفی میں ہوگا۔ ہمیں انتہائی سنجیدگی کے ساتھ سخت قسم کے اقدامات کرنے ہونگے۔

سنگل اور گلمتی جڑواں بستیاں

پولیس موبائل گلاپور سے واپس ہوئی اور وہاں سے آگے سیکیورٹی کے انتظامات ضلع غذر کے پولیس نے سنبھالا، گلاپور کے بعد شیر قلعہ آتا ہے۔ شیر قلعہ نالے سے بہنے والا پانی انتہائی شفاف ہے دودھ سے زیادہ سفید یہ پانی جب دریائے غذر سے ملتا ہے تو عجب خوبصورت سماں بن جاتا ہے۔ مشہور قوم پرست لیڈر اور گلگت بلتستان لیجسلیٹو اسمبلی کے رکن نواز خان ناجی بھی یہاں کا باسی ہے۔

سنگل کافی بڑا گاؤں ہے قافلہ خرامے خرامے چل رہا ہے۔ میں عقابی نظروں سے دائیں بائیں کا جائزہ لے رہا ہوں۔ مکئی کی فصل کاٹ کر کھیتوں میں بچھا دی گئی ہے۔ سنگل میں ایک پرانا ریسٹ ہاؤس ہے۔ غالباً ۱۹۹۱ء میں مولانا لقمان حکیم صاحب اور مولانا نذیر اللہ صاحب مرحوم گرفتار کر کے یہاں لائے گئے تھے۔ یہاں کے لوگوں نے ان کی بڑی قدر دانی کی۔ دونوں حضرات ہمیشہ اعتراف کیا اور اپنے ان بھائیوں کی محبت پہ فخر کرتے ہیں۔

سنگل ایک ڈیویلپڈ گاؤں کا منظر پیش کر رہا ہے۔ آغا خان کمیونٹی کے کئی اسکول اور ہسپتال کام کر رہے ہیں۔ سنگل اور گلمتی جڑواں گاؤں ہیں۔ گلمتی مرکزی مسجد کے خطیب مولوی غفران صاحب مجھ سے پوچھ رہے ہیں کہ حقانی بھائی، آپ نے گلمتی اور سنگل میں کیا فرق محسوس کیا؟ دونوں الگ الگ بستیاں ہیں یا ایک؟ میں نے عرض کیا کہ مجھے تو دونوں جڑواں گاؤں لگتے ہیں۔ انہوں نے کہا لو جی! میرا مسئلہ حل ہو گیا۔ اصل میں انہوں نے گلمتی میں نماز جمعہ کے حوالے سے دارالعلوم کراچی سے استفتاء کیا ہے۔ دارالعلوم والوں نے لکھا ہے کہ اگر دونوں جڑواں ہیں تو نماز جمعہ شروع کیا جائے۔ اور اب یہ فیصلہ باقی تھا کہ جڑواں کا حکم کون لگائے گا۔ قاضی صاحب غور سے سن رہے ہیں اور فرمانے لگے کہ میاں غفران! حقانی باہر سے آنے والے آدمی ہیں ان کا مشاہدہ ہمارے لیے دلیل رکھتا ہے۔ بس اب کسی فیصلے کی ضرورت کی گنجائش کہاں رہتی ہے۔

قاضی عبدالرزاق صاحبؒ کے آبائی گاؤں میں

گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں کا قافلہ ٹھیک اسی جگہ جا رکا یہاں گلگت بلتستان کے عظیم قومی لیڈر بطل حریت قاضی عبدالرزاق صاحبؒ پیدا ہوئے ہیں۔ یہاں قاضی صاحب کے خاندان والے اب بھی موجود ہیں۔ قاضی صاحب کی زمینیں اب بھی موجود ہیں۔ ہم اس گلی سے گزر رہے تھے یہاں قاضی مرحوم کا گھر ہے۔ قاضی نثار احمد صاحب میرا ہاتھ تھامے تفصیلات بتانے میں مصروف تھے۔ مولانا منیر صاحب اور دیگر احباب قاضی صاحب کے نقش پا میں آگے بڑھ رہے تھے۔ یہاں برادر خلیق صاحب کے گھر میں عصرانہ کا انتظام تھا۔ گھر پہنچتے پہنچتے کافی سیر ہو گئی، باغات دیکھے۔ پرانی طرز کے مکانات قدیم طرز لائف کا پرچار کر رہے ہیں۔ عورتیں کھیتوں میں کام کاج کر رہی تھیں۔ راستے میں ایک بوڑھے بابا کے ساتھ ملاقات ہوئی وہ فرداً فرداً سب سے ملا۔ خیریت دریافت کی، جب انہیں بتایا گیا کہ یہ (قاضی نثار احمد) قاضی عبدالرزاقؒ کے فرزند ارجمند ہیں تو وہ فرط محبت میں چیخ اٹھے کہ ہائے میرے "بابا" کے بیٹے ہیں۔ معلوم کرنے پر پتا چلا کہ وہ اسماعیلی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتا ہے۔ مگر عجب حیرت کی بات ہے کہ قاضی مرحوم کے لیے اتنی وسعت ظرفی اور فرط محبت، درحقیقت ایں سعادت بزور بازو نیست،۔

نماز عصر مرکزی مسجد گلمتی میں ادا کی گئی اور مولوی غفران صاحب کو بھی شریک سفر کیا گیا اور یوں گاڑیاں فراٹے بھرنے لگیں۔ (جاری ہے)

دینی صحافت، اہم ضرورت

مولانا عبید اللہ خالد
مدیر ماہنامہ الفاروق کراچی

دعوت دین، تحریر اور ادب کے امتزاج کا نام دینی صحافت ہے، دوسرے لفظوں میں موجودہ زمانے میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ایک متعارف شاخ ہے۔ اسلامی تہذیب وثقافت کے ساتھ تحریر وادب کا رشتہ بہت گہرا ہے۔ چنانچہ تحریری نصاب، تحریری تعلیم وتربیت، تحریری دعوت اور تحریری ادب، اسلامی تاریخ کے روشن ابواب ہیں مگر کچھ صدیوں سے اہل مغرب نے یہاں ہر شعبہ زندگی میں محنت اور کاوش کی، وہی مشینی پریس ایجاد کر کے تحریر اور صحافت میں بھی بہت آگے نکل گئے، افسوس ناک پہلوں اس کا یہ ہے کہ اس اہم شعبے میں مغرب کا پنجہ اقتدار کا یہ عالم ہوا کہ اب اسلامی ممالک کے ذرائع ابلاغ کی ایک بڑی تعداد پر بھی مغربیت اور صہونیت کی چھاپ لگی ہوئی ہے اور یوں لگتا ہے کہ ان اخبارات و رسائل کا موضوع ہی بے دینی، فحاشی، عریانیت اور سیکولرازم ہے اور مال وشہرت کی ہوس نے ان ارباب اِدارت وانتظام کے دلوں میں آخرت کا خوف ختم کر دیا ہے، (فالی اللہ المشتکی)۔

جب کہ تصویر کا دوسرا رخ یہ ہے کہ اس زمانے میں صحافت کا شعبہ جس قدر عام ہوگیا، آج سے پہلے کبھی نہیں رہا اور اب تو اس کی جڑیں انسانی معاشرے میں مزید گہری ہوتی جارہی ہیں، دنیا بھر میں ہر زبان میں لاکھوں رسائل چھپ رہے ہیں اور اخبارات اور رسائل ہی کو عوام تک اپنا پیغام پہنچانے کا موثر ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ ذرائع ابلاغ کی اسی اہمیت اور ملکی ارباب صحافت کی حیا سوز لاپرواہیوں کی جانب حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ نے ماہنامہ ''البلاغ'' کے ایک اداریے میں توجہ دلائی تھی موقع کی مناسبت سے اُس کا ایک پیراگراف پیش خدمت ہے۔

''صحافت کسی قوم کے ذہن کی تعمیر وتخریب میں جو اہم کردار ادا کرتی ہے، وہ کسی ہوش مند انسان سے مخفی نہیں، موجودہ دور میں اخبارات ورسائل ایسی چیزیں ہیں جن سے کوئی پڑھا لکھا گھرانہ خالی نہیں ہوتا، لہذا ان کے ذریعے بات کو گھر گھر پہنچایا جاسکتا ہے، خاص طور سے روزانہ کے اخبارات آج کل زندگی کا لازمی جزء بن کر رہ گئے ہیں، یہاں تک جوان پڑھ لوگ ان کو پوری طرح سمجھ نہیں سکتے وہ بھی ان سے بالواسطہ یا بلاواسطہ متاثر ہوکر رہتے ہیں۔'' (ماہنامہ البلاغ، صفر ۱۳۹۶ھ)

چناں چہ ذرائع ابلاغ کی اس اہمیت کے پیش نظر ہمارے اکابر نے دین کے اور شعبوں کے ساتھ ساتھ صحافت میں بھی نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ تقسیم ہند سے قبل اور بعد میں بھی حتی الوسع روزنامے ہفت روزے اور ماہنامے وغیرہ جاری کرنے کا سلسلہ برقرار رکھا گیا جس کی واضح مثال آزادی ہند میں ماہنامہ الہلال اور البلاغ وغیرہ کا کردار ہے۔ اور پاکستان بننے کے بعد میں بھی بھرپور طریقے سے یہ خدمات جاری ہیں۔ ماضی قریب اور حال میں ماہنامہ الحق، ماہنامہ الفاروق کراچی، البلاغ، بینات، الحسن، الخیر، اور وفاق المدارس سمیت دینی مدارس کے سینکڑوں رسائل مثبت انداز فکر سے امت کی راہ نمائی کا اہم فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

یہ تمام حقائق یقیناً قابل ستائش ہے، مگر اب بھی وصحافت کی سیکڑوں اصناف مزید افراد اور اداروں کی منتظر ہیں، جو شرعی حدود، عوامی نفسیات اور نازک حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے آگے آئیں اور صحافتی زندگی کا آغاز سید مناظر احسن گیلانیؒ کی اس نصیحت کی روشنی میں کریں۔

''ہر زمانے کا ایک ماحول ہوتا ہے، زبان ہوتی ہے، طریقہ تعبیر ہوتا ہے، جب تک ماحول کی ساری خصوصیتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اُنہی اصطلاحات اور تعبیرات میں آپ اپنی معلومات پیش نہیں کریں گے (جو اس عہد کا قالب ہوتا ہے) تو آپ کی طرف نہ کوئی توجہ دے گا اور نہ آپ کی باتوں میں وزن ہوگا۔''

بہر حال سہ ماہی ''نصرۃ الاسلام'' گلگت کا اجرا ہم سب کے لیئے خوش آئند ہے۔ رسالے کے بارے میں کوئی تبصرہ یا رائے قبل از وقت ہوگی البتہ مدیر اعلیٰ چوں کہ حضرت مولانا قاضی نثار احمد صاحب (رئیس جامعہ نصرۃ الاسلام) ہیں جو کہ گلگت بلتستان کے مرکزی خطیب ہونے کے ساتھ ساتھ وفاق المدارس العربیہ کی مجلس عاملہ کے رکن اور تنظیم اہلسنت والجماعت گلگت بلتستان وکوہستان کے امیر بھی ہیں۔ موصوف باذوق عالم دین ہیں، یہی امر رسالے کے معیار کا اندازہ لگانے کے لیے کافی ہے۔

رسالے کے ایڈیٹر ''مولوی امیر جان'' جامعہ فاروقیہ کے فاضل ہیں۔ زمانہ طالب علمی سے جامعہ میں لگے ''جداریوں'' (عربی واردو دیواری مجلات) میں ابن شہزاد حقانی کے نام سے مستقل مضامین لکھا کرتے تھے اور ''خیر کثیر لاہور'' میں خیر کا اضافہ کرتے رہتے۔ فراغت کے بعد ماہنامہ ''شہاب'' گلگت کے لیے شعلہ بنے اور اب نصرۃ الاسلام کے لیے پابرکاب ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل کو قبولیت سے نوازے۔ آمین

ایک مبارک قدم

مفتی شیر زمان
مہتمم دارالعلوم غذر، گلگت بلتستان

حمد وستائش اس ذات کے لیئے جس نے اس کارخانہ عالم کو وجود بخشا اور رحمت کاملہ نازل ہو اس نبی آخرالزماں پر کہ جس نے سارے جہاں میں حق کا بول بالا کیا۔ امّا بعد

مادیت کے اس دور میں جہاں ہر سو فتنے سر اُٹھا رہے ہوں اور دنیا کی ترقی اور دنیاوی جاہ وجلال کو سب کچھ سمجھا جا رہو۔ لوگ اپنی آخرت سے غافل اور اپنے انجام سے بے خبر محض دولت جمع کرنے کو اپنی مطمح نظر بنا رہے ہوں اور دنیاوی ساز وسامان کی خاطر حلال وحرام کی تمیز سے عاری ہو چکے ہوں، ہر طرف اندھیر نگری کا راج ہو اور مخلوق کا اپنے خالق سے رشتہ ٹوٹ چکا ہو ایسے وقت میں دین کی سمجھ رکھنے والے حضرات اور خصوصاً علماء کرام کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ سوئی ہوئی قوم کو بیدار کریں اور ان کے اندر شعور پیدا کریں، آخرت کی فکر کو اجاگر کریں۔ حلال وحرام کی نشاندہی کریں اور جہنم کے گھڑے میں گرتی انسانیت کو بچانے کی فکر کریں۔ اس کیلئے جس میدان سے باطل سامنے آرہا ہو اس میدان میں اسکا راستہ روکنے کی بھرپور کوشش کی جانی چاہیے۔ تقریر وتحریر، تصنیف وتالیف، تحقیق وتدقیق اور ہر میدان میں اپنی صلاحتیں بروئے کار لاکر باطل کے سیلاب کے سامنے بند باندھنا ہوگا۔

آج کی دنیا میں میڈیا کے ذریعے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جو زہر افشانی کی جارہی ہے اور اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کی جو کوشش ہو رہی ہے شاید آج سے پہلے کبھی نہ ہوئی ہو۔ مغربی میڈیا تو رہی اپنی جگہ خود مسلم ممالک کی میڈیائی قوتیں مسلمانوں کو بدنام کرنے میں تلی ہوئی ہے، بغیر تحقیق اور رپورٹنگ کے مدارس اسلامیہ کے بارے جو زہر اُگلا جاتا ہے اسکو سن کر اور پڑھ کر دل بیٹھ جاتا ہے۔ قرآن حدیث اور فقہ اسلامی کو سالوں محنت کر کے پڑھنے والوں کو ایک گالی کے طور پر پیش کیا جارہا ہے۔ آلامان والحفیظ۔ پرنٹ میڈیا سے لیکر الیکٹرونک میڈیا تک فحاشی و عریانی کا راج ہے، مغربی کلچر بالخصوص انڈین غلیظ ثقافت مختلف چینل کے ذریعے ہمارے گھروں میں راج کر رہا ہے۔ جدیدیت اور فیشن کے نام پر نوجوان نسل تباہی کے دہانے پر پہنچ چکی ہے۔ رہی سہی کسر موبائیل نے پوری کر دی ہے۔ ایمانی اور اسلامی غیرت کو مسلمانوں کے دلوں سے لا شعوری طور پر ختم کیا جارہا ہے۔ آئے روز نت نئے چینل کھل جاتے ہیں، روز کوئی نیا روزنامہ یا ہفت روزہ شائع ہوتا ہے۔ رہی سہی کسر انٹرنیٹ نے پوری کر دی ہے، مختلف قسم کے ویب پیج ہیں جو گناہ کی دعوت دے رہے ہیں۔ اور ہر قسم کی غلاظت سے بھرے پڑے ہیں اور نوجوان لڑکے لڑکیاں نیٹ کے ذریعے جو گُل کھلا رہے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں، لہٰذا میڈیا کے اس دور میں میڈیا ہی کے ذریعے ان پروپیگنڈوں کا جواب دینے کی سخت ضرورت ہے۔

ایسے میں گلگت بلتستان سے ایک خالص اسلامی صحافت کا آغاز ایک بہت ہی مبارک قدم ہے۔ مبارک باد کے مستحق ہیں مدرسہ نصرۃ السلام کے مہتمم اور مدیر اعلیٰ ومدیر اور دیگر منتظمین کہ انہوں نے یہ عظیم بیڑہ اُٹھایا ہے، ہماری معلومات کے مطابق خالص دینی صحافت اور اکابر علماء کی مزاج کے عین مطابق گلگت بلتستان سے اوّلین مجلّہ ہے۔ لاریب کہ اس نقش اول کا سہرا جامعہ نصرۃ الاسلام اور سہ ماہی نصرۃ الاسلام کے مدیر اعلیٰ ومدیر کے سر جاتا ہے

یاد رہے کہ خالص اسلامی صحافت کے ذریعے اور نت نئے مسائل کی تحقیق وتدقیق کے ذریعے عوام کی صحیح رہنمائی وقت کی اہم ضرورت ہے اور علماء کرام اور دین کی درد رکھنے والے احباب پر لازم ہے کہ وہ اس میدان میں مضبوطی سے کام کریں اور خلوص وللہیت کا بھرپور مظاہرہ کریں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سہ ماہی مجلّہ کو انسانیت کی ہدایت کا ذریعہ بنائے اور اس کو ترقیوں سے نوازے، اور اس کے مدیران کو استقلال عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

میڈیائی جنگ میں ایک مثبت پیش رفت

ابراہیم حسین عابدی
habidi@gmal.com

میں انہیں اس وقت سے جانتا ہوں جب آتش جوان تھا۔ زمانہ ہائے طالب علمی میں ہی ان کے کالم اخبار کی زینت بنا کرتے تھے۔ وہ شائع شدہ کالم لاکر اساتذہ وطلبہ ساتھیوں کو دکھا کر خوب داد سمیٹتے اور اپنے ہم پیالہ وہم نوالہ میں آگے بڑھنے اور میدان صحافت میں اترنے کا جذبہ بیدار کرتے۔ وہ قلم برداشتہ لکھتے۔ جب لکھنے بیٹھتے تو لکھتے ہی چلے جاتے، قلم اس وقت اٹھتا جب صفحات کے صفحات اُن کے اَدبیات کے بوجھ تلے دب جاتے۔ مولانا ولی خان المظفر کا انٹرویو کیا۔ اخبار کا پورا صفحہ گھیر لیا۔ مولانا عطاء اللہ شہاب کراچی دورے پر آئے۔ اس سفر کی روئیداد بھی اخبار کے پورے صفحے کا احاطہ کیے ہوئے تھی۔ دور طالب علمی میں ہی وہ میگزین ایڈیٹر اور متعدد جرائد ومجلّات کی مجلس ادارت سے وابستہ تھے۔ میری پہلی تحریر بھی اُن کی وساطت سے ''خیر کثیر لاہور'' میں شائع ہوئی تھی۔

جی ہاں! مولانا امیر جان حقانی میرے ہم سبق تھے۔ آج جب انہوں نے بتایا کہ وہ ایک کالج کے لیکچرر ہیں اور جامعہ نصرۃ الاسلام گلگت سے ایک ادبی، اصلاحی، تحقیقی اور تبلیغی مجلّہ نکال رہے ہیں تو میں ان کے ساتھ بیتے ہوئے ایام طالب علمی کے خوشگوار لمحات میں کھو گیا۔ ادبی سرگرمیاں ذہن کے نہاں خانے میں پرواز کرنے لگیں۔ جامعہ فاروقیہ کراچی کے جداری مجلّات ''ماہنامہ تعمیر ملت'' اور ''طلوع سحر'' کے مضامین یاد آنے لگے۔ وہ ''ماہ نامہ طلوع سحر'' اور راقم ''ماہ نامہ تعمیر ملت'' سے وابستہ تھا۔ وہ خوابوں کی تعبیر پانے میں جہد مسلسل پر عمل پیرا رہتے ہیں۔ حقانی صاحب دوستوں کی بیٹھک میں جب اپنے عزائم سے آگاہ کرتے تو یار لوگ اس کا مضحکہ اڑاتے، اس پر ان کی خود اعتمادی کم ہونے کی بجائے مزید دوچند ہو جاتی۔ وہ اپنے خواب کی تکمیل کیلئے کچھ بھی کرنے کیلئے تیار ہو جاتے، جامعہ کے تمام اساتذہ کے ساتھ اس کے اچھے روابط تھے اور اب بھی ہیں، جامعہ کے دارالتصنیف والتالیف میں جانا اور اساتذہ سے استفادہ کرنا حقانی کا معمول تھا بالخصوص اُستاد الادب العربی حبیب زکریا اور معروف ادیب مولانا ابن الحسن عباسی سلمھما اللہ سے تو ان کے گہرے تعلقات ہیں۔ میری دورہ حدیث کے سال لکھی گئی کتاب ''اساتذہ درسگاہ میں'' میں بھی برادرم حقانی کی بڑی معاونت ومشاورت رہی اور اس پر ایک جاندار تقریظ بھی لکھ ڈالی، بہر صورت ان کے ساتھ بیتے ایام بڑے خوبصورت اور یادگار ہیں۔ یار زندہ صحبت باقی۔

یہ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کا دور ہے۔ نظریات بنانے اور بگاڑنے میں میڈیا کو ید طولیٰ حاصل ہے۔ عوام اسی بات کو معتبر گردانتے ہیں جسے میڈیا باور کرائے۔ بدقسمتی سے میڈیا پر کفار اور اس کے نمک خوار کا قبضہ ہے۔ جو اپنے تمام قویٰ مسلمانوں کے خلاف صرف کر رہا ہے۔ عراق پر حملے سے قبل ہوّا کھڑا کیا گیا کہ عراق میں اسلحے کے خطرناک اَنبار ہیں جس سے پوری دنیا کو شدید خطرات لاحق ہیں۔ پروپیگنڈا اس کثرت اور شدومد سے کیا گیا کہ جھوٹ سچ باور ہونے لگا۔ اسی بل بوتے پر امریکا نے عراق پر چڑھائی کر دی۔ افغانستان پر یورش سے قبل بھی یہی ہوا۔ مغربی میڈیا نے الزامات کے طومار کا رخ افغانستان کی طرف کر دیا اور پھر طالبان کے اسلامی حکومت پر یلغار کر دی۔

دوسری طرف نظریاتی مسلمان اس میدان میں خواب خرگوش کے مزے لے رہے ہیں۔ پاکستان کے بڑے اخبارات وچینلز میں فحاشی وعریانی اور سودی کاروبار کا بازار گرم ہے۔ اکثر ٹاک شوز اسلام سے متصادم نظر آتے ہیں۔ جس میں دینی مدارس کو غلط رخ سے پیش کرنے کی جسارت کی جاتی ہے۔ ٹوپی، ڈاڑھی اور علماء تضحیک کا نشانہ بنتے ہیں۔ صحافیوں کی ایک بڑی کھیپ اپنے ایمان کے عوض معاوضہ لے کر اس دھندے میں ملوث ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق امریکا ہر سال ایک ارب ڈالر خرچ کر کے صحافیوں کو اپنے مفاد میں استعمال کرتا ہے۔

پاکستان میں ہر دوسرے مدرسے کا اپنا مجلّہ ہے۔ انتہائی دکھ کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ان مجلّات کی کارکردگی صفر ہے۔ اس کی دوٹوک وجہ یہی ہے کہ ان کے مدیران نے سنجیدگی سے کبھی میڈیائی یلغار کے سامنے بند باندھنے کا سوچا تک نہیں۔ اپنے رسالے کا پیٹ بھرنے کے لیے تازہ

اور طبع زاد تحریریں شائع کرنے کے بجائے کتابوں سے مضامین شائع کیے جاتے ہیں۔ سرورق اور پشتی سرورق پر اپنے مدرسہ کے لیے چندہ کی اپیل کی گئی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عوام اسے تبرک کے لیے اپنے پاس رکھ تو لیتے ہیں پڑھنے کو کاردارد سمجھتے ہیں۔

قرب قیامت کی بڑی نشانیوں کے سوا تمام ظاہر ہو چکیں، دجالی قوتیں بہانگ دہل رحمانی طاقتوں کے خلاف خم ٹھونک کر میدان میں کود پڑی ہیں، مسلمانوں کو دین سے دور کیا جا رہا ہے۔ وہ گھڑی آ پہنچی! ہمیں سنجیدگی سے فیصلہ کرنا ہوگا کہ ہم دجالی قوتوں کے ساتھ ہیں یا رحمانی طاقتوں کے ساتھ؟۔ میڈیا کے غلط نظریات کے آگے سیسہ پھیلائی ہوئی دیوار بننا ہوگا۔

دینی مدارس کے فیض یافتہ، ایم اے ابلاغ عامہ و پولیٹیکل سائنس، ایم اے عربی و اسلامیات، ایڈیٹر ''نصرۃ الاسلام گلگت'' اور ڈگری کالج کے پروفیسر مولانا امیر جان حقانی میدان صحافت میں عملاً قدم رکھ چکے ہیں۔ انہوں نے زمانہ طالبعلمی میں بھی قلیل مدت میں کافی صحافتی کام کیا ہے۔ اب گلگت بلتستان جیسے ایک دور افتادہ اور پسماندہ علاقے کے ایک دینی ادارے سے قاضی نثار احمد جیسی علمی شخصیت کی نگرانی و ادارت میں ایک تحقیقی، دینی اور اصلاحی و ادبی مجلّہ کی اشاعت کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ توقع ہے کہ حقانی صاحب تدریس و تربیت کے ساتھ ادبی و صحافتی امور بھی احسن انداز میں ادا کریں گے اور اپنے اساتذہ، طلبہ ساتھیوں اور صحافی و ادبی دوستوں کی بالعموم اور اپنے ادارے کی توقعات کو بالخصوص پورا کریں گے اور اپنے عزائم اور خواب کو سچ کر کے دکھائیں گے انشاء اللہ۔۔۔

قطعہ (کشمیر کے بارے)

خنجر تلوار لے کر کود پڑے میدان میں
دشمنوں کے توپ کو چک چور کرے میدان میں

رخ کرو کشمیر کا بحر خدا اے مومنوں
غازیوں کا جامہ پہن کر کود جاؤ اے مومنوں

نصر من اللہ کا جھنڈا لے کے جائے کشمیر کو
توفیق دے میرے خدا امداد دے کشمیر کو

تخلیق: عبدالقیوم چلاسی

خطیب گلگت قاضی عبدالرزاق سنی

تصنیف وتحقیق: امیر جان حقانی

(پہلی قسط)

(فاضل دارالعلوم دیوبند) (1906ء تا 1986ء)

الحمدللہ! پوری دنیا کی طرح گلگت بلتستان میں بھی فاضلین دارالعلوم دیوبند کی ایک معقول تعداد نے دینی خدمات انجام دیں ہیں۔ جنگ آزادی گلگت بلتستان میں بھی ان اکابر علماء اور ان کے تلامذہ کی لازوال خدمات ہیں۔ ان اکابر علماء کی خدمات پر مشتمل ایک تحقیقی کتاب ''مشاہیر علماء گلگت بلتستان'' کے نام سے معروف کالم نگار امیر جان حقانی نے مرتب کی ہے جو آئندہ ''ادارہ نصرۃ الاسلام'' کی طرف سے قسط وار شائع کی جارہی ہے۔ گلگت بلتستان کے فاضلین دارالعلوم دیوبند میں صرف مولانا حبیب اللہ صاحب حفظ اللہ حیات ہیں۔ باقی تمام حضرات راہی دارالبقاء ہوئے ہیں۔ قارئین ہماری کتاب کے متعلق اپنی خیالات /تجاویز اور مفید مشورے ہمارے ساتھ اس نمبر 03462974626/ibshaqqani@gmail.com یا ادارے کی ایڈریس پر تحریری طور پر شیئر کر سکتے ہیں۔ (مصنف کتاب)

پیدائش نام ونسب اور خاندان

قاضی عبدالرزاق گلگتیؒ 1906ء کو ضلع غذر کے معروف گاؤں گلمتی میں پیدا ہوئے، آپ کے والد صاحب کا نام شیخ عبیداللہ تھا جو علمی اور روحانی شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ ایک نڈر مجاہد بھی تھے اشاعت دین اور دعوت تبلیغ کیلئے آپ کی کوششیں ہمیشہ یکساں رہتی تھیں۔ شیخ عبیداللہ مرحوم کی جرأت وبہادری کے قصے تاریخ کا آن منٹ حصہ ہیں، ابتدائی جوانی میں آپ نے جہاد فی سبیل اللہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور راجہ گوہر آمان کی لشکر کے ساتھ سکھوں کے خلاف سخت معرکوں میں حصہ لیا۔ ان کے خلاف لڑتے لڑتے ایک معرکہ میں آپ نے تلوار توڑ دی تھی اس لیئے آپ ''کھنگر پھٹو'' کے نام سے معروف تھے، بس یوں سمجھ لیجئے کہ قاضی عبدالرزاق صاحب کو علم وہنر اور جرأت وبہادری خاندانی ورثے میں ملی تھی۔ شیخ عبیداللہؒ کی اولاد میں پانچ لڑکے اور چار لڑکیاں تھیں لڑکوں کے نام مولانا عبدالخالق، عبدالواحد، مولانا عبدالرزاق (قاضی مرحوم) عبدالقیوم اور عبدالباقی ہیں۔ دو بیٹے عبدالخالق اور عبدالرزاق عالم دین تھے اور لڑکیوں کے نام بی بی خدیجہ، بی بی حوا، بی بی حدیثہ اور بی بی عائشہ ہیں جس گھر میں قاضی صاحب نے آنکھ کھولی وہ ایک دینی گھرانہ تھا، علاقے میں آپ کی خاندانی وجاہت بہت زیادہ تھی، آپ کے والد صاحب مجاہد ہونے کے ساتھ ساتھ ایک نیک خصلت اور شفیق انسان بھی تھے اس لیئے عام لوگوں میں قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے۔ شیخ عبیداللہ کا کسب معاش کھیتی باڑی اور کپڑے کی تجارت کا تھا۔

ابتدائی تعلیم وتربیت

آپ کے والدین نے آپکی ابتدائی تربیت احسن انداز میں کی۔ آپ شروع ہی سے دینی حمیت وغیرت سے سرشار تھے بچوں کے ساتھ کھیلتے وقت مسجدیں بناتے اور منبر پر چڑھ کر خطیبانہ ھیئت اپناتے، گھر میں صحابہ کرامؓ کے مجاہدانہ وزاہدانہ کارنامے اور مسلمانوں کے عظیم سپہ سالاروں کے تذکرے سنتے تو آپ بھی مجاہد بننے کی آرزو کرتے، دین سے متعلق ابتدائی باتیں اور اعمال آپ نے گھر میں والدین ہی سے سیکھی تھیں۔ بہرصورت جب آپ نے ہوش سنبھالا تو تعلیم کے لیئے گلگت شہر میں مولانا عبدالرحیم صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے، جو دارالعلوم دیوبند کے فاضل تھے اور اس وقت مرکزی جامع مسجد گلگت کے خطیب تھے۔ قاضی عبدالرزاق صاحب نے قرآن مجید گھر ہی میں پڑھ کر آئے تھے تاہم قاضی عبدالرحیم سے دوبارہ پڑھ لیا تاکہ تجوید کی غلطیاں باقی نہ رہے۔ اور لب ولہجہ بھی

اور طبع زاد تحریریں شائع کرنے کے بجائے کتابوں سے مضامین اور عربی صرف ونحو کی کتابیں پڑھیں۔اس وقت چلاس میں ایک فاضل دیوبند مولنا شعیب مرحوم بھی ہوتے تھے۔ جو انتہائی لائق وفائق اور ذہین وفہیم عالم دین تھے۔ پورے دیامر اور کوہستان میں ان کا چرچا عام تھا، بقول عبدالمنان استوری صاحب کے کہ

''مولنا غلام رؤف صاحب اور مولنا شعیب رحمہما اللہ دیگر علوم وفنون کے علاوہ علم منطق و فلسفہ کے اتنے ماہر تھے پورے گلگت بلتستان وکوہستان میں ان کی ٹکر کوئی آدمی نہیں تھا۔ مولنا شعیب مرحوم علم طب میں حد درجہ مہارت رکھتے تھے اور مسئلہ مسائل کے علاوہ علاج معالجہ کیلئے بھی لوگوں کا رجوع بہت زیادہ تھا۔ مجھے ان جیسا ذی علم وفہم اور زیرک عالم دین ابھی تک نہیں ملا، حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا''

ضلع دیامر کے پہلے فاضل دیوبند ہونے کا شرف بھی مولنا شعیب کو حاصل ہے۔قاضی عبدالرحیمؒ کے حکم پر قاضی عبدالرزاقؒ نے چند ابتدائی کتب ان سے بھی پڑھیں۔

قاضی عبدالرزاقؒ صاحب بہت ذہین وفطین تھے۔اللہ تعالی نے ذہن کے ساتھ حافظہ بھی بڑا غضب کا عطا فرمایا تھا۔قاضی عبد الرحیمؒ آپ کی ذہانت وفطانت اور خداداد صلاحیتوں کو بھانپ گئے اور مزید تعلیم کی ترغیب دیے کر آپ کو کوہستان روانہ کیا۔ کیونکہ اس وقت کوہستان اور اس کے گردونواح میں بڑے علماء کرام تھے۔ان کے درس وتدریس اور تفقہ فی الدین کا بڑا غلغلہ تھا۔قاضی عبدالرحیمؒ نے آپکو چنارکوٹ کے قاضی صاحب کے پاس بھیجا، جب آپ کوہستان روانہ ہوئے تو اس وقت مروجہ مدارس نہ تھے، درس وتدریس مساجد میں ہوتی تھیں۔آپ نے وہاں جاکر اپنی تعلیم شروع کی۔ بہت جلد ہی اپنی خداداد صلاحیتوں کی وجہ سے اساتذہ وطلبہ میں یکساں مقبول ہوئے، درسی ساتھیوں میں بڑے لائق اور حاضر جواب تھے، طلبہ کو تکرار بھی کراتے، اساتذہ کرام بھی خصوصی شفقت کا معاملہ فرماتے۔ کوہستان میں آپکی تربیت ''کولی بابا'' اور چنارکوٹ کے قاضی صاحب کی نگرانی میں ہوئی، ان نامور بزرگوں کی خصوصی شفقت ومہربانی سے آپ نے یہاں کافی ابتدائی کتابیں پڑھیں، کولی بابا ''امام بابا'' کے نام سے معروف ومشہور تھے۔اب بھی کولی میں کولی بابا کے نام سے ایک بزرگ ان کی باقیات سے موجود ہیں۔

منبع علم دارالعلوم دیوبند کی طرف روانگی

جب آپ گلگت سے کوہستان کی طرف رخت سفر باندھ رہے تھے تو قاضی عبدالرحیم کی یہی چاہت تھی کہ کوہستان میں کچھ مدت تعلیم حاصل کرنے کے بعد دیوبند چلے جائے، اور ہوا بھی یوں کہ چند کتب پڑھنے کے بعد چنارکوٹ کے قاضی صاحب اور کولی بابا کے مشورہ سے اپنے اساتذہ سے اجازت لیکر دارالعلوم دیوبند کی طرف روانہ ہوئے۔منبع العلم دارالعلوم دیوبند تک کے طویل سفر میں کتنے مشکل اور کٹھن مراحل کا سامنا کرنا پڑا، وہ تو اللہ تعالی ہی بہتر جانتا ہے تاہم قیاس وگمان سے یہی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کوہستان کے فلک بوس پہاڑوں سے دیوبند تک کا سفر کتنا دشوار گزار ہوگا، جب کہ خصوصاً آج کی طرح سفری سہولیات بھی نہیں تھیں۔مگر علم کے ان پروانوں کو کون سمجھائے کہ حصول علم کی خاطر کن تکالیف اور مشقات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

بے کوشش وبے جہد ثمر کس کو ملا ہے
بے غوط زنی گنج گوہر کس کو ملا ہے

بے خاک کے چھانے ہوئے زر کس کو ملا ہے
بے جور کشی تاج ظفر کس کو ملا ہے
جو رتبہ بالا کے سزاوار ہوئے ہیں
وہ پہلے مصیبت کے طلب گار ہوئے ہیں

دارالعلوم دیوبند میں داخلہ

آپ ۴ شوال المکرّم ۱۳۴۹ھ کو دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے، اور درجہ اولیٰ سے اپنا تعلیمی سفر شروع کیا۔ ابتدائی صرف ونحو اور فارسی کی کتابیں چونکہ آپ پڑھ کر آئے تھے اس لیئے بہت جلد اپنے ہم عصروں اور دارالعلوم کے قابل طلبہ اور اساتذہ کرام کی نگاہ میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جانے لگے اور ذہانت وفطانت اور اساتذہ کرام کا ادب واحترام کے علاوہ آپ بہت دور سے حصول علم کیلئے آئے تھے اس لیئے اساتذہ اور جامعہ کے منتظمین خصوصی محبت وشفقت کا معاملہ فرماتے۔

دارالعلوم دیوبند کی جاری کردہ سند فراغت میں آپ کا حسن وکردار

دارالعلوم دیوبند سے آپکو جو سند فراغت عطا کردی گئی، اس میں آپ کے تعلیمی دورانیہ، حسن کردار اور تفقہ فی الدین کا تذکرہ درجہ ذیل الفاظ میں کیا گیا ہے۔

علم عقائد وکلام میں: حاشیہ الدوانی علی العقائد العضدیۃ اور امور عامہ

علم مناظرہ میں: الرشیدیہ

علم معانی وبیان میں: تلخیص المفاتیح، مختصر المعانی، المطول

علم معقول اور فلسفہ میں: قطبی، سلم العلوم اور اسکی شرح ملاحسن، قاضی مبارک، میرزاہد، ملاجلال، میبذی، صدر سمن بازغہ شرح الاشارات

اور علم وادب میں: مقامات حریری، دیوان حماسہ، متنبّی

علم ہیئت میں: التصریح

یہ وہ کتابیں ہیں جن کو آپ نے دارالعلوم دیوبند کے کبار اور بزرگ اساتذہ سے سبقاً سبقاً اور درساً درساً پڑھا، اور باقاعدہ آپکی سند فراغت میں ان کتب کے اسماء مندرج ہیں۔ ان کتب کے علاوہ بھی آپ نے وہاں سالہا سال کئی کتابیں پڑھی، جن میں تفسیر قرآن اور علم فتوی یعنی فتوی نویسی میں بھرپور مہارت حاصل کی۔

قاضی مرحوم کے کبار اساتذہ کرام

قاضی عبدالرزاق مرحوم نے مسلسل آٹھ سال دارالعلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کی اور کئی حضرات سے فیض حاصل کیا۔ آپ نے جن کبار اساتذہ کی خدمت اقدس میں کسب فیض اور حصول علم کیلئے زانوے تلمذ تہہ کیا وہ تمام اساتذہ اپنے وقت کے قطب، ابدال، غوث اور ولی اللہ تھے بلکہ یہ دارالعلوم کا وہ دور تھا جب وہاں کے شیخ الحدیث، شیخ التفسیر، اور مفتیان کرام سے لیکر اساتذہ بلکہ ادنیٰ خادم تک ہر شخص صاحب نسبت ولی اللہ تھا۔

آپ اندازہ لگایئے کہ ایسے بقعہ نور میں جس شخص کی تعلیم وتربیت پایہ تکمیل کو پہنچی وہ خود کیسا گوہر کامل ہوگا۔ آپ کی سند فراغت

کے مطابق آپ کے کبار اساتذہ کرام درج ذیل ہیں جن کے دستخط آپ کی سند فراغت میں ثبت ہیں۔

۱۔ حکیم الامت قاری طیبؒ — مہتمم دار العلوم دیوبند
۲۔ مولانا ابراہیمؒ بلیاویؒ
۳۔ شیخ العرب والعجم شیخ الحدیث مولانا حسین احمد مدنیؒ — (صدر مدرس)
۴۔ مولانا شمس الحق افغانیؒ — (سابق وزیر اوقاف۔ قلات)
۵۔ مولانا مفتی شفیع عثمانی صاحبؒ — (مفتی اعظم پاکستان و بانی دار العلوم کراچی)
۶۔ مولانا سہول عثمانی پھاگلپوریؒ — ممبر و مفتی دار العلوم دیوبند
۷۔ مولانا سید اختر حسینؒ
۸۔ مولانا محمد عتیقؒ
۹۔ مولانا عزیر محمدؒ
۱۰۔ شیخ الادب مولانا اعزاز علی صاحبؒ
۱۱۔ مولانا عبدالحق کاکاخیلؒ صاحب
۱۲۔ مولانا محمد جلیلؒ صاحب
۱۳۔ مولانا عبدالسمیعؒ صاحب
۱۴۔ مولانا اصغر علیؒ صاحب
۱۵۔ مولانا سید فخر الحسنؒ صاحب

مولانا ابراہیم بلیاویؒ سے منطق و فلسفہ کی کتابیں پڑھی جن میں شمس بازغہ، قاضی مبارک، حمد اللہ، امور عامہ، شرح مطالع، شرح اشارات وغیرہ قابل ذکر ہیں، مولانا شمس الحق افغانیؒ (سابق وزیر اوقاف قلات) سے ترجمہ و تفسیر قرآن اور حدیث کی کتب پڑھی ہیں۔ شیخ الادب مولانا اعزاز علیؒ صاحب سے ادب اور فقہ کی کتابیں پڑھیں اور عربی و تحریر تکلم میں ان سے مکمل استفادہ کی اور مفتی محمد شفیع عثمانیؒ صاحب سے فقہ کی ابتدائی کتب اور فتوی نویسی میں بھرپور رہنمائی حاصل کی۔ مولانا سید فخر الحسن نور اللہ مرقدہ سے بیضاوی شریف پڑھی اور شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ صاحب سے مکمل صحیح بخاری شریف پڑھنے کی سعادت جلیلہ حاصل کی۔

محبوب اور مثالی استاد

آپ نے صحیح بخاری شریف حضرت مدنیؒ سے بالاستیعاب پڑھی۔ یوں تو آپ کو اپنے تمام اساتذہ کرام اور اکابر سے بے پناہ محبت و عقیدت تھی، سب کا دل سے ادب و احترام کرتے تھے اور خدمت و اطاعت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے، لیکن حضرت شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنیؒ کی شخصیت، کردار علم و عمل اور مثالی طرز تدریس سے بہت متاثر تھے۔ حضرت قاضی صاحب مرحوم کا فرمانا تھا کہ بہت سارے علماء کرام کی زیارت کی، کئی مدرسین علماء و فضلاء کے حلقہ درس میں شمولیت اور رشتہ تلمذ کی سعادتیں نصیب ہوئیں مگر جو عالمانہ اور فاضلانہ انداز تدریس، بے مثال شفقت و محبت اور کردار کی بلندی، اصولوں کی پابندی، معاہدوں کی پاسداری اور بہت ساری امتیازی صفات حسنہ اور خصائل حمیدہ حضرت مدنی میں دیکھنے کو ملیں وہ کہیں اور زندگی بھر نظر نہ آئیں۔

اب نہ کہیں نگاہ ہے نہ اب کوئی نگاہ میں

حضرت مدنیؒ کے ساتھ آپ کا خصوصی تعلق تھا، کئی بار ان کی معیت میں سیاسی و اصلاحی اسفار کیے، تحریکی اور اصلاحی تربیت حضرت مدنیؒ سے ہی سیکھیں تھی۔ سیاسی نقطہ نگاہ سے آپ اپنے محبوب استاد حضرت مدنیؒ کے پیرو تھے۔ حضرت مدنیؒ اور حضرت بخاریؒ نے تقسیم ہند کے حوالے سے جو خدشات ظاہر کیے تھے، وہ آج سو فیصد درست ثابت ہوئے ہیں تاہم فراغت کے بعد حضرت مدنیؒ کی خصوصی اجازت سے گلگت میں آکر ڈوگرہ راج کے خلاف تحریکی کام کیا۔ قاضی صاحب کا فرمانا تھا کہ بارہا مدنیؒ صاحب کی خدمت کا موقع ملا اور دعائیں وصول کی مگر ہمیشہ یہ قلق رہا کہ حضرت مدنیؒ سے اتنی قربت و محبت ہونے کے باوجود بیعت نہ ہو سکے۔ اپنی زندگی کے آخری ایام تک بڑے دکھیانہ انداز میں اس کا تذکرہ کرتے رہے۔

حضرت مدنیؒ کی طرف سے خصوصی سند

حضرت مدنیؒ کی طرف سے خصوصی سند حدیث اور دیگر علوم وفنون متداولہ کی سند دی گئی تھی۔ حضرت مدنی کی طرف سے جاری کردہ سند کے سرورق پر یہ لکھا ہوا ہے۔

"الاجازہ المسندہ لسائر الکتب والفون المتداولۃ"

اور سند کے آخر میں قاضی صاحب کی خواہش پر حضرت مدنی کے مبارک ہاتھوں کے تحریر کردہ الفاظ کچھ یوں ہیں۔

حضرت مدنی کی تحریر کردہ عربی عبارت:

امر بکتابۃ افقر العباد الیٰ عفو الودود الاحد عبدہ المدعو بین الانام بحسین احمد غفرلہ ولوالدیہ ومشائخہ الرؤف الصمد فی شہر جمادی الأولیٰ ۱۳۵۶ھ

آپ حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ کے ان تحریر کردہ الفاظ کی تعبیر یوں بھی کر سکتے ہیں کہ انہوں نے قاضی صاحب کو خصوصی آٹو گراف دیا ہے۔ (جاری)

سہ ماہی نصرۃ الاسلام کی اولین اشاعت پر مبارکباد

سہ ماہی نصرۃ الاسلام کی اولین اشاعت پر ادارے کے منتظمین، چیف ایڈیٹر قاضی نثار احمد صاحب اور ایڈیٹر امیر جان حقانی صاحب کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد دیتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اس کے ایڈیٹر اور چیف ایڈیٹر اس ماہنامے کو اپنی محنت اور اخلاص سے اہل حق کا ترجمان بنائیں گے۔

منجانب:

مولانا عبدالجلال عابدؔ، خطیب جامع مسجد ابوبکر صدیقؓ جٹیال

و لیکچرر پبلک سکول اینڈ کالج جٹیال گلگت

صومالیہ اور سندھ کی مصیبت زدہ انسانیت کی پکار

مفتی محمد عارف
اسلامک ریسرچ خبیب فاؤنڈیشن پاکستان
muftimarif@hotmail.com

آپ ﷺ کے مشہور ارشاد گرامی کی روشنی میں پوری دنیا کے مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں جیسے جسم کے کسی بھی حصے میں درد ہو تو پورا جسم بے چین و بے قرار ہوتا ہے اسی طرح اپنے علاقے محلے سے لے کر دنیا کے کسی بھی کونے میں کوئی بھی مسلمانوں کسی بھی پریشانی میں مبتلا ہو تو دنیا بھر کے مسلمانوں کو اس کیلئے تڑپ اٹھنا چاہیے۔اور اپنی استطاعت کے بقدر اس کی اس تکلیف کو دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنا چاہیے۔صومالیہ کے حالات آپ کے سامنے ہیں ان لوگوں کی دینی محبت بھلائے نہیں بھولتی۔اسلئے ان کی موجودہ حالت زار پر دل کڑھتا ہے ۔

آجکل صومالیہ کو بدترین خشک سالی اور شدید قحط کے عفریت نے اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔شدید گرم موسم اور پانی کی قلت نے یہاں کے بے سہارا عوام کو ایک بھیانک اور مہیب صورت حال کا سامنا ہے۔ہر طرف موت کا رقص جاری ہے۔لوگ جائے پناہ ڈھونڈنے کے لئے سینکڑوں کلومیٹر کا فاصلہ پیدل طے کر کے امدادی کیمپوں میں پناہ لینے پر مجبور ہیں لیکن ان امدادی کیمپوں تک پہنچتے پہنچتے ان پر جو کچھ گزرتی ہے وہ انسانی تاریخ کا بدترین المیہ ہے۔

کینیا کی سرحد کے قریب دادب کے مقام پر جو کیمپ متاثرین کے لئے قائم کیا گیا ہے اسمیں گنجائش 90 ہزار افراد کی ہے جبکہ یہاں اس وقت 4 لاکھ متاثرین رہائش پزیر ہیں۔اور مزید متاثرین کی آمد تا حال جاری ہے روزانہ تین۔چار سو خاندان جن کے افراد کی اوسط تعداد پانچ۔چھ ہزار بنتی ہے ہجرت کرتے ہیں کیمپ میں ایک شخص نے زار و قطار روتے ہوئے اپنی دردناک کہانی سناتے ہوئے کہا کہ جب میں اپنی بیوی بچوں کے ہمراہ کیمپ کی طرف ہجرت کرنے لگا تو راستے میں میری بیوی کو دردزہ ہونے لگا۔میری بہادر بیوی نے مجھے کہا کہ تم مجھے یہاں چھوڑ دو اور بچوں کو کیمپ تک پہنچا دو۔میں بچوں کو کیمپ تک لے آیا اور یہاں سے پانی لے کر جب واپس بیوی کے پاس پہنچا تو وہ بچے کو جنم دے چکی تھی لیکن ماں بیٹا دونوں قید حیات سے آزاد ہو چکے تھے۔تپتی ریت پر میرا لخت جگر ماں کے سینے سے لپٹا ہوا تھا میری بیوی کی پھٹی ہوئی آنکھیں ساری انسانیت سے سوال کر رہی تھیں کہ محلات میں رہنے والو صومالیہ کے ریگستانوں میں موت کا رقص کب تک جاری رہیگا۔تمہارا ضمیر کب بیدار ہوگا؟ پانی کی قلت اور ضرورت کا اندازہ اس واقعہ سے بخوبی ہوتا ہے کہ ایک ساتھی نے ایک بچی کو کتاب دینا چاہی تو اس بچی نے بوتل کے ڈھکنے کے برابر ایک پیالی کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا کہ مجھے پانی دیجئے کہ میں زندہ رہ سکوں میں کتاب کو کیا کروں گی ؟ایسے ایسے بھیانک مناظر دیکھنے میں آتے ہیں کہ کلیجہ پھٹ جاتا ہے۔اس کے باوجود کہ یہاں کی آبادی ۹۹ فیصد مسلمان ہے۔لوگ اسلامی شعائر اور پردے کی پابندی کرتے ہیں لیکن اب وہاں ایسی خواتین کو بھی دیکھا گیا جو کہ برہنہ حالت میں تھیں،غربت وافلاس کی وجہ سے انکے جسموں پر کپڑے تک نہ تھے۔یہ صورت حال ہم سب مسلمانوں کے لئے ایک تازیانہ ہے کہ آہماری بہنیں بیٹیاں برہنہ حالوں ہیں اور ہم مزے اڑا رہے ہیں،ہمارا ضمیر نہیں جاگ رہا اور ہم ٹس سے مس نہیں ہو رہے۔سندھ کے حالیہ سیلاب کی وجہ سے متاثرین انتہا درجہ کی کسمپرسی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔چند دن قبل خبیب فاؤنڈیشن کے ایک وفد کے ہمراہ سندھ کے متعدد سیلاب زدہ علاقوں میں جانے کا اتفاق ہوا۔کئی ایسے مناظر دیکھنے اور سننے کو ملے جسے تحریر میں لانا شاید مجھ جیسے مبتدی کے لئے مشکل ہو۔البتہ مختصر یہ ہے کہ پوری دنیا میں انسانیت کی ایک معتد بہعداد مشکلات و پریشانی کا شکار ہے۔ہر شخص اپنے گریبان میں جھانک کر یہ فیصلہ کرے کہ آیا مجھے بھی انسانیت کی اس مشکل کا غم وفکر ہے اور اگر ہے تو اس کے لئے میں نے آج تک کیا کیا۔اور اگر ابھی تک کچھ نہیں کیا تو اب وقت ہے کہ اپنی استطاعت کے مطابق دکھی انسانیت کے لئے جسقدر کر سکتا ہوں تو کر لوں کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ مشکل وقت کل مجھ پر آپڑے۔اور میں دوسروں کے رحم وکرم کا محتاج ہو جاؤں۔

الحمدللہ خبیب فاؤنڈیشن حسب روایت اپنے مختلف شعبوں کے ذریعے اپنی استطاعت کے بقدر ان سیلاب زدگان تک اپنی امدادی کارروائیاں جاری رکھے ہوئے ہے۔اس سال بقرہ عید موقع پر خبیب فاؤنڈیشن نے جہاں پاکستان کے متعدد شہروں اور مختلف دیہاتوں میں سینکڑوں جانوروں کی قربانی کا اہتمام کیا وہاں ساتھ ہی ساتھ سندھ اور بلوچستان کے دور افتادہ،پسماندہ،اور سیلاب زدہ علاقوں میں بھی قربانی کر کے ہزاروں لوگوں کو قربانی کے گوشت کی فراہمی بھی کی ہے۔

اللہ کریم سے دعاء ہے کہ اس کار خیر کو اپنے دربار میں شرف قبولیت سے نوازے۔

گوہر آباد کے علماء کرام کی عوام کیلئے کاوشیں

ایڈیٹر کراس
امیر جان حقانی
ibshaqqani@gmail.com

اس میں دورائے نہیں کہ علمائے کرام نے ہمیشہ دین حق اور عوام کیلئے بے لوث قربانیاں دیں ہیں اور قیادت وسیادت کی ہیں۔تاریخ کا غیر جانبداری سے جائزہ لیا جائے تو یہ بات اظہر من الشمس ہو جائیگی۔دور جانے کی ضرورت نہیں، ۱۸۵۷ کی جنگ آزادی کے بعد ۱۹۴۷ تک کی مختصر تاریخ پر طائرانہ نظر دوڑائی جائی تو علماء حق کی بے شمار قربانیاں نظر آئینگی، اور واضح ہو جائیگا کہ تختہ دار پر کون آزادی کیلئے لٹکا تھا اور کس کے بچے یتیم ہوئے تھے، ملک عزیز پاکستان کی ہسٹری کو بھی دیکھا جائے تو علماء کی خدمات نظر آئینگی، گلگت بلتستان میں بھی علماء کرام کی اشاعت دین متین کے لیئے لاتعداد ولاتحصٰی کاوشیں ہیں اس حوالے سے عنقریب میری کتاب ''مشاہیر علمائے گلگت بلتستان'' منصۂ شہود پر آئیگی، تاہم ائندہ سطور میں ہم گوہر آباد کے علمائے کرام کی چند ایک مخلصانہ خدمات کا ذکر کریں گے تاکہ تاریخ کا ریکارڈ درست رکھا جا سکے۔

گوہر آباد ضلع دیامر کا سب سے پسماندہ گاؤں ہے، یہاں زندگی کی ساری بنیادی ضروریات عنقاء ہیں، تاہم اللہ تعالی نے اس علاقے کو بے شمار قدرتی وسائل سے مالا مال فرمایا ہے۔میں نے اپنی مختصر سی صحافتی زندگی میں گوہر آباد کے کئی مسائل منظر عام پر لایا ہے بالخصوص گوہر آباد کے جنگلات پر چند سرمایہ داروں کا قبضہ، نہری نظام کی ابتری، دونوں تباہ شدہ پل، صحت عامہ اور تباہ شدہ تعلیمی اسٹرکچر پر تو کئی کالم، فیچرز اور تحقیقاتی وتجزیاتی رپورٹیں مختلف اخبارات وجرائد اور میگزین میں لکھیں ہیں اور وہاں کے عوام اور مختلف عوامی لیڈروں اور نمبرداروں کے انٹرویوز اور خبریں بھی شائع کروائی ہیں۔اور ریڈیو پاکستان گلگت کے ذریعے کئی لائیو پروگرام کیے ہیں جن میں گوہر آباد کے مسائل تفصیل سے ڈسکس کیے ہیں، آج بھی ایک ایسا قومی اور عوامی مسئلہ لے کے بیٹھا ہوں جو لاینحل ہوتا نظر آرہا تھا تاہم گوہر آباد کے چند مخلص نوجوانوں اور تمام علماء کرام کی وجہ سے حل ہونے کے قریب ترین امکانات پیدا ہو چکے ہیں۔

دیامر بھاشا ڈیم ضلع دیامر کے غریب عوام کیلئے خون آشامی کا سبب بن رہا ہے، یہ اس لیئے نہیں کہ ڈیم اس ضلع میں تعمیر ہو رہا ہے بلکہ واپڈا حکام، ضلعی انتظامیہ، پٹواری اور علاقے کے سرمایہ داروں اور وڈیروں کی ملی بھگت کا نتیجہ ہے۔چیلاس شہر میں KKH کے اوپر واقع اراضی، ڈیم کے اعلان سے پہلے ۲۰ لاکھ روپے فی کنال تھی مگر ڈیم کمیٹی نے اسکا معاوضہ حکام بالا کی ملی بھگت سے ۱۱ لاکھ فی کنال طے کیا ہے جبکہ روڈ سے ایک کلو میٹر پیچھے زیر کاشت اراضی کا بھی یہی معاوضہ ہے حالانکہ مونسپلٹی ایریا میں KKH سے دور اراضی کا معاوضہ ۱۱ لاکھ ٹھیک تھا مگر KKH پر واقع کمرشل اراضی ﴿جو کہ ڈیم کے اعلان سے پہلے ہی ۲۰ لاکھ فی کنال تک پہنچ چکی تھی﴾ ۱۱ لاکھ معاوضہ پر رکھنا کتنا ظلم عظیم ہے۔یہ صرف اس لیئے کہ KKH کے اوپر واقع اراضی زیادہ تر غریب اور باہر سے آئے ہوئے ﴿300 سال پہلے﴾ لوگوں کی ملکیت ہے۔یاد رہے کہ اللہ تعالی کو یہ طبقاتی ظلم ہرگز پسند نہیں ہے جو چلاس کے چند مقامی وڈیرے ان پر کر رہے ہیں جبکہ حکام بالا کا کہنا ہے کہ یہ ڈیم کمیٹی ﴿ڈیم کمیٹی میں ان غریبوں کا کوئی نمائندہ نہیں﴾ کا فیصلہ ہے جو ہم تبدیل نہیں کر سکتے ہیں۔

دیامر ڈیم کی تعمیر سے سب سے زیادہ متاثر ہونے والا علاقہ گوہر آباد ہے اور معاوضہ کے اعتبار سے سب زیادہ ظلم بھی اس علاقے کے عوام کے ساتھ ہوا ہے، اس علاقے کی زیر آب قابل کاشت اراضی کو چراگاہ شوکر کے ایک لاکھ روپے فی کنال معاوضہ طے کیا گیا ہے۔یہ حکام بالا اور منتخب ممبران کی ملی بھگت سے ہوا ہے، گوہر آباد کے چند بااثر لوگوں نے قومی شاملات اراضی کو پٹواریوں، تحصیلداروں اور سابقہ ضلعی انتظامیہ سے ملکر اپنے نام اندراج کروا کر اپنے نام ایوارڈ بنوائے ہیں، جسکی وجہ سے نوجوانوں کا ایک طبقہ مشتعل ہوا اور ''گوہر آباد ویلفیئر موومنٹ'' وجود میں آئی۔

گوہر آباد ویلفیئر موومنٹ اوائل جولائی 2011 کو وجود میں آئی، جس میں پورے گوہر آباد کے پڑھے لکھے نوجوان بلا رنگ ونسل، قوم وقبیلہ اور غریب وامیر شامل ہیں۔انکی کچھ کاوشوں کے بعد گوہر آباد کے تمام عوام موومنٹ میں شامل ہو گے۔گوہر آباد ویلفیئر موومنٹ میں رکنیت کیلئے کڑوی شرائط ہیں کہ قران پاک پر حلف اٹھانا ضروری ہے۔موومنٹ کا روح رواں ڈرائیور ظہیر اللہ ہیں جبکہ قمر الزمان، قاری شرافت الدین، سعید اللہ، حاجی مرجان، حافظ عبید اللہ، عبد القیوم پرنسپل پبلک سکول گوہر آباد اور محبوب اللہ سرگرم ارکان ہیں۔ان نوجوانوں کا ایک شاندار

کارنامہ یہ ہے انہوں نے کینو داس میں بلا معاوضہ واٹر چینل میں کئی دن مسلسل کام کر کے پانی پاس کیا ہے۔ انہوں نے اپنی رہنمائی کیلئے گوہر آباد کے علماء کرام کو منتخب کیا اور گوہر آباد کے تمام علماء کی ایک کونسل ''سپریم کونسل جمیعت علماء گوہر آباد'' بنائی گئی، جس میں مولانا عبدالرؤف، مولانا مفتی رستم خان، مولانا مفتی جانباز، مفتی سید عالم، مولنا شاہ زمان، مولنا عثمان، مولنا حاجت خان، مولنا سید عالم، مولنا عطاء اللہ، مولنا اسرافیل اور قاری قاسم اور دیگر شامل ہیں جبکہ قاضی عنایت اللہ صاحب ﴿مرکزی نائب امیر جمیعت علماء اسلام گلگت بلتستان﴾ سپریم کونسل کے لیڈر ہیں۔ مولنا عنایت اللہ کو اللہ تعالی نے بے شمار صلاحیتوں سے نوازا ہے، وہ عرصہ دراز تک جمیعت علماء اسلام گلگت بلتستان کے امیر وصدر رہے اور عوت تبلیغ میں بھی خدمات انجام دیتے رہے۔ گوہر آباد ویلفیئر موؤمنٹ اور علماء سپریم کونسل نے یہ عزم کر رکھا ہے کہ وہ گوہر آباد کے غریب عوام کی غصب شدہ زمینوں کو واپس دلا کر رہیں گے۔ انہوں نے گوہر آباد اور گونر فارم اور دیگر مقامات پر کئی بڑے جلسے کیے ہیں جن میں گوہر آباد کے تمام عوام نے شرکت کی ہے۔ راقم الحروف کو بھی ان اجتماعات سے تفصیلی خطاب کرنے کا موقع ملا ہے۔ یہ گوہر آباد کی تاریخ کا پہلا موقع تھا کہ تمام علماء کرام ایک اسٹیج پر جمع ہیں اور لوگ ہمہ تن ان کی باتیں سن رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے مختلف پروگراموں میں گوہر آباد پر ہونے والے مظالم پر ایک قرارداد پاس کی ہے جو حسب ذیل ہے۔

۱۔ یہ کہ گوہر آباد کی تمام شاملات اراضی کو قبضہ مافیا سے واگزار کرایا جائے۔

۲۔ یہ کہ کینو داس کی انڈر چینل اراضی کا پورا ریٹ دیا جائے۔

۳۔ گوہر آباد کی جو زمینیں چراگاہ شو کیا ہے وہ گوہر آباد کا مستقل سرمایہ ہے لہذا اس کا ریٹ مناسب طریقے سے دوبارہ طے کیا جائے

۴۔ KHH پر موجودہ اراضی انتہائی قیمتی ہے، اس کا از سر نو کمرشل ریٹ مقرر کیا جائے۔

۵۔ تھلچی داس میں ۳۰ کنال زمیں پر T.N.T والوں کا قبضہ ناقابل برداشت ہے، اگر انہیں یہ زمین چاہیے تو ہم سے مذاکرات کریں، اور کسی نے اپنی ملکیت ظاہر کر کے انہیں بیچا ہے تو وہ اس بیع کو ختم کریں کیونکہ یہ گوہر آباد کے تمام عوام کی شاملاتی اراضی ہے۔

۶۔ چیف سیکریٹری، وزیر اعلی اور گورنر فوری ایکشن لے کر ضلعی انتظامیہ کو خبردار کریں کہ وہ گوہر آباد کے عوام پر ظلم روکے اور انکی جائز مطالبات پورے کیے جائے۔

۷۔ جسٹس نواز عباسی گوہر آباد کے غصب شدہ زمینوں کے بارے سو یو موٹو ایکشن لیں اور غریبوں کو انصاف فراہم کریں۔

گوہر آباد ویلفیئر موؤمنٹ اور علماء کرام کی سپریم کونسل کے احباب اعلی حکومتی ذمہ داروں سے ملاقاتیں کر چکے ہیں اور اپنے اوپر ہونے والے مظالم سے انہیں آگاہ کیا ہے۔ اور عوام کا اشتعال وغصہ اور غیض وغضب کا بھی انہیں بتلایا ہے، اور گلگت بلتستان کا پرنٹ میڈیا بھی انہیں بھر کوریج دے رہا ہے تو اللہ تعالی سے امید قوی ہیکہ علماء کرام کی اعلی سطحی کوششوں اور نوجوانوں کی بے لوث قربانیوں سے گوہر آباد کے مظلوم عوام کو ان کا حق ملے گا۔ میں گوہر آباد ویلفیئر موؤمنٹ کے دوستوں اور سپریم کونسل جمیعت علماء گوہر آباد کے بزرگوں سے گزارش کرونگا کہ وہ غصب شدہ زمینوں کے معاملات سے نمٹا کر گوہر آباد کے غصب شدہ جنگلات ﴿اب تک ۵ کھرب کا نقصان ہو چکا ہے﴾ اور گوہر آباد کی تعمیر وترقی، اصلاح معاشرہ اور تعلیم وتربیت کیلئے بھی اقدامات کریں۔

یاد رہے کہ علماء کرام اگر اتنی کوشش کے بعد عوام الناس کی اُمیدوں پر پورے نہیں اترتے ہیں اور تتر بتر کا شکار ہو جاتے ہیں یا آپس میں ناچاکیاں پیدا کرتے ہیں اور کسی کے ہاتھ استعمال ہوتے ہیں تو یہ المیہ گوہر آباد کے دیگر المیوں سے بڑا المیہ ہوگا اور اس کا گھاؤ مندمل کرنے کے لیے صدیاں لگ جائیں گی، لہذ گوہر آباد ویلفیئر کے نوجوانوں سے عمومی اور علماء کرام سے خصوصی التجا وگزارش ہے کہ پھونک پھونک کر قدم رکھیں اور اپنے اُٹھائے ہوئے حلف سے ذرہ برابر بھی انحراف نہ کریں تاکہ جو زبانیں ہمیشہ علماء اور دین دار طبقوں کے لیے بے ساختہ دراز ہوتیں ہیں ان پر تالے پڑ جائیں۔ اور میرے جیسے ناکاروں کو دلی تسکین پہنچے کہ وارثان نبوت اپنی بساط کے مطابق دینی اور سماجی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اللہ ہمارا حامی وناصر ہو۔

مولانا لقمان حکیم، ایک نابغہ روزگار شخصیت

ریڈ کراس
امیر جان حقانی
ibshaqqani@gmail.com

گلگت بلتستان میں جید اور نامور علماء کرام کی ایک بڑی تعداد ہے جو ہمیشہ دینی خدمات میں منہمک ہے، اس میں دعوت تبلیغ وارشاد اور دعوت جہاد والے بھی ہیں اور مسجد ومحراب کو رونقیں بخشنے والے بھی، درس وتدریس کی مسندیں آباد کرنے والے بھی ہیں اور قرآن وحدیث کی زمزمیں بلند کرنے والے بھی، ادارہ ''سہ ماہی نصرۃ الاسلام'' کے اراکین نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ ہر شمارے میں گلگت بلتستان سے تعلق رکھنے والا ایک جید عالم دین کا مختصر تعارف پیش کیا جائے گا، ہم امید کرتے ہیں کہ آپ ہمارے اس سلسلے کو پسند فرمائیں گے۔ اگر آپ اس حوالے سے ہمارے ساتھ کچھ شیئر کرنا چاہتے ہیں تو اس نمبر 03462974626 یا ibshaqqani@gmail.com پر بلا جھک کریں ادارہ آپ کی آرا اور خیالات کو قدر کی نگاہ سے دیکھا گا۔ (ایڈیٹر)

مجھے نہیں معلوم کہ جب بھی میں ان کے دولت کدے میں حاضر ہوتا ہوں تو میرؔ کا یہ شعر کیوں زباں پر آتا ہے ؎

پیدا کہاں ہیں ایسے پراگندہ طبع لوگ
افسوس کہ تجھ کو میرؔ سے صحبت نہیں رہی

مولانا لقمان حکیم صاحب کے نام سے آشنائی کافی پرانی تھی مگر حضرت سے باضابطہ ملاقات میرے دوست مولانا مقصود احمد خاکی کی معیت میں اوائل رمضان ۱۴۳۱ھ بمطابق 2009ء میں ہوئی، مولانا صاحب نے استاد محترم شمس الاسلام بن مولانا یوسف مرحوم (فاضل دارالعلوم دیوبند) کے ذریعے پیغام بھیجا تھا کہ میں ان کی خدمت میں ضرور حاضر ہو جاؤں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے میری کتاب ''مشاہر علماء گلگت بلتستان'' جو کہ قسط وار چھپ رہی ہے میں اکابر علماء پر لکھے گئے مضامین پڑھے تھے بالخصوص مولانا یوسف مرحوم گوہر آبادی پر لکھا ہوا مضمون انہیں بہت پسند آیا تھا۔

جب بھی میں ان کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں تو وہ ایسی ہمدردی اور محبت سے ملتے ہیں کہ مجھے حیرت ہوتی ہے کہ مجھ جیسے ناکارہ اور بے مایا انسان جو خطاؤں کو پتلا ہے کیلئے ایسی ہمدردی اور محبت۔۔۔۔؟ قحط الرجال کے اس دور میں ایسے جامع انسان اور متبحر علماء دین دور دور بھی نظر نہیں آرہے ہیں ؎

انسان نہیں ہیں کوئی بھی، سائے ضرور ہیں
منظر ہر ایک شہر میں ویرانیوں کا ہے!

مولانا لقمان حکیم صاحب 1938ء کو گوہر آباد میں پیدا ہوئے۔ والد صاحب کا نام محمد میر بن محمد نور ہے۔ ابتدائی تعلیم حسن استادؒ اور شاہ جی استادؒ سے حاصل کی، بقول مولانا لقمان حکیم صاحب کے کہ ''حسن استاد کولی کوہستان سے آئے تھے اور ''کولی بابا'' کے نام سے معروف تھے جبکہ شاہ جی استاد قاضی حبان کا تھا جو کہ موضع پٹی خیبر پختون خواہ کا علاقہ ہے۔ فقہ میں مینی، خلاصہ کیدانی اور اول قدوری جبکہ فارسی میں گلستان، بوستان، زلیخا، سکندر نامہ ان سے پڑھی۔ اس زمانے میں گوہر آباد میں مولانا آنار خان جو کہ مولوی باقی کے والد ہیں اور مولانا یوسف فاضل دارالعلوم دیوبند بھی دینی کام کر رہے تھے اور اتفاق سے یہ دونوں بھائی تھے''

غالباً 1938ء کو مولانا لقمان حکیم گوہر آباد سے حصول تعلیم کے لیئے نکلے، اس زمانے میں آج کی طرح سفری سہولیات نہیں تھیں۔ KKH تعمیر نہیں ہوا تھا، گوہر آباد سے پیدل گونر فارم، وہاں سے تھک، وہاں سے دوسرے چار طالب علموں کے ساتھ داریل تانگیر جا پہنچے، ان میں دو کے نام دولت شاہ اور شاہ حسین ہیں۔

مولانا لقمان حکیم کی زبانی ''وہاں سے ہم چار ساتھی پہاڑی راستوں سے گزرتے ہوئے حضرو پہنچے، اس سفر کی داستان بڑی لمبی ہے۔ حقانی صاحب! آپ حضرات نے حصول علم کے لیئے تو سفر ضرور کیے ہیں تاہم سفر کی دشواری اور پھر پہاڑی سلسلوں میں خالی پیٹ مسلسل سفر سے سفر کی

مشکلات کا اندازہ ہوتا ہے"۔ یہ حقیقت ہے کہ ہمارے اکابر علماء بالعموم ائمہ حدیث بالخصوص صحاح ستہ کے مصنفین امام بخاری وغیرہ کے اسفار جو پوری دنیا پر مشتمل ہیں۔ ایک حدیث اور سند حدیث کیلئے بخارا و سمرقند سے مکہ و مدینہ اور عراق و شام کا پیادہ سفر کوئی مزاق نہیں، تب جا کے اللہ نے ان کا فیض تا قیامت جاری و باقی رکھا ہے۔

مولنا لقمان حکیم اپنی روئیداد سفر جوشیلے انداز میں سنا رہے تھے اور میرا دل و دماغ سفری دشواریوں کے بارے میں سوچ کر قلابازیاں کھا رہا تھا، اور موجودہ دور کے طلبہ اور مسافران حصول علم دین کی تعیش پرستیاں اور تن آسانیاں دیکھ کر نتیجہ اخذ کر رہا تھا کہ پرانے زمانے کے علماء اور آج کے علماء میں فرق کیوں ہے؟ اللہ نے ان سے دین کا کام بے سروسامانی کے عالم میں کیوں زیادہ لیا ہے؟ اور مجھے اپنے شاگردوں کو پڑھایا ہو حدیث بار بار ذہنی اسکرین میں نمودار ہوتا جا رہا تھا "السفر قطعة من العذاب يمنع احدكم نومه وطعامه و شرابه" کی عملی تفسیر سمجھ میں آ رہی تھی۔ ہوائی جہاز اور V.I.P گاڑیوں میں سفری دشواریاں بیان کرنے والوں پر ہنس رہا تھا اور پیادہ پہاڑی گھاٹیوں پر سفر کرنے والوں کی عظمت دل و دماغ میں بیٹھ رہی تھی۔

مولنا لقمان حکیم صاحب اپنے چار ساتھیوں سمیت حضرو پہنچ گئے اور یہاں ایک مدرسے میں داخلہ لیا اور مولنا ہدایت اللہ سے مسلسل پانچ مہینے پڑھنے کے بعد مزید تعلیم کے لئے کوئٹہ کا رخت سفر باندھ لیا۔

جامعہ مطلع العلوم میں داخلہ

مدرسہ عربیہ مطلع العلوم کوئٹہ کا مشہور مدرسہ ہے۔ مولنا عرض محمد صاحب جامعہ کے بانی مبانی تھے اور شیخ العرب والعجم حضرت مولنا حسین احمد مدنیؒ کے تلمیذ خاص تھے اور مشہور سیاسی لیڈر حافظ حسین احمد کے والد گرامی ہیں۔ مولنا لقمان حکیم نے مطلع العلوم میں داخلہ لیا اور باقاعدہ پڑھائی شروع کی۔ مسلسل سات سال تک یہاں اکابر علماء اور جید اساتذہ سے کسب علم کیا۔ دورہ حدیث شریف سے نیچے تمام علوم وفنون کی کتابیں مطلع العلوم میں پڑھی۔ مولنا عرض محمد اور مولنا موسیٰ روحانی البازی رحمہما اللہ سے فنون کی کئی کتابیں پڑھی۔ مولنا لقمان حکیم کا کہنا ہے کہ انہوں نے قاضی مبارک اور سلم العلوم مطلع العلوم کوئٹہ میں پڑھا اور ان کے درس کے ساتھیوں میں مولنا عبدالغور حیدری (جنرل سیکریٹری جمیعت علماء اسلام پاکستان) کے سسر مولنا غلام سرور صاحب اب بھی زندہ ہیں اور دوسرے رفیق درس بلوچستان کے مشہور عالم دین مولنا عبدالستار شاہ ہیں، جمیعت علماء اسلام بلوچستان کے صدر بھی رہے ہیں، سہراب روڈ کوئٹہ میں انکا بہت بڑا دارالعلوم ہے۔

مولنا موسیٰ روحانی البازیؒ کا فلسفہ کی اعلیٰ کتابوں پر طربیہ تبصرہ

مولنا موسیٰ روحانی البازیؒ اس صدی کے کبار علماء میں تھے، اللہ نے انہیں علم منقولات کے ساتھ علم معقولات کا بڑا حصہ عطا فرمایا تھا۔ ان کی بعض کتب وفاق المدارس العربیہ پاکستان اور مدینہ یونیورسٹی کے نصاب میں شامل ہیں۔ علم فلکیات پر تو ان کی کتابیں بے حد مقبول ہیں۔ اکسفر ڈیونیورسٹی اور ہاورڈ یونیورسٹی کے سلیبس میں بھی ان کی کتب شامل ہیں۔ مولنا لقمان حکیم صاحب بھی ان کے تلمیذ خاص ہیں۔ علم منطق و فلسفہ کی بڑی کتابیں ان سے پڑھنے کی سعادت حاصل کی ہے، انہوں نے اپنے استاد روحانی البازیؒ کا بعض اعلیٰ کتب پر طربیہ نما تبصرہ مجھے سنایا تو میں محظوظ ہوئے بغیر رہ نہ سکا، لو آپ بھی سن لیں۔

شافی وکافی کا خلاصہ ایک شعر میں ؎

شافیہ شافی است، باقی درد سر
کافیہ کافی است، از درد جگر

خیالی کا خلاصہ ؎

خیالات خیالی بس بلند است

نہ آجا جائے قل احمد، نہ جند است

ولے عبدالحکیم آن شاہ عالی

ہر حل کردہ خیالات خیالی

خیالی کی شرح تینوں نے لکھی، پر عبدالحکیم والی بہتر ہے۔ مولنا لقمان حکیم نے عقائد کی بڑی کتابیں مولنا جان محمد سے پڑی جو دارالعلوم دیوبند کا فاضل تھا۔

دورہ حدیث شریف

علوم وفنون کی اکثر کتابیں پڑھنے کے بعد درس نظامی کا آخری سال دورہ حدیث شریف کے لیئے پنجاب کا رخ کیا اور سیدھے خانپور میں حافظ الحدیث حضرت مولنا عبداللہ درخواستی کے پاس پہنچے، جہاں انہوں نے ۱۹۶۱ء میں حافظ الحدیث کے پاس دورہ حدیث کیا اور عالم فاضل کی سند حاصل کی، حضرت درخواستی نور اللہ مرقدہ بھی فاضل دیوبند تھے اور حضرت مدنیؒ کے تلمیذ رشید تھے۔ ختم نبوت اور جمیعت علماء اسلام کے لیئے ان کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی، حضرت مفتی محمودؒ اور امیر شریعت بخاریؒ کے ساتھ ان کی خدمات بھی تاریخ کے آنمٹ نقوش ہیں۔

شادی خانہ آبادی

مارچ ۱۹۶۴ء میں رشتہ ازدواج سے منسلک ہوئے، دو سال گوہر آباد میں فروکش رہے، اس وقت گوہر آباد شرک و بدعات سے ڈوبا ہوا تھا، خصوصا شیخان کا ختم، بڑے پیر کا ختم اور دیگر بدعات عروج پر تھیں۔ مولنا لقمان حکیم نے دیگر علماء سے ملکر ان بدعات و ناجائز رسومات کے خلاف انقلابی اقدامات کیے۔ سخت مخالفت کا سامنا کرنا پڑا، گوہر آباد کے بدعات کا خاتمہ اور درس قرآن کے رواج میں ''ولی استاذ'' رحمہ اللہ کا بنیادی کردار ہے اس بات کا معترف مولنا لقمان سمیت پوری گوہر آباد کی عوام ہے۔ انہوں پوری زندگی کسمپرسی کی حالت میں کھر تلوٹ کی مسجد میں درس قرآن دیا، ان کے توحیدی کلمات آج تک لوگوں کے اذھان میں نقش پتھر ہیں۔ مولنا لقمان حکیم کا ایک بیٹا ہے جو حافظ قرآن اور عالم دین ہیں۔ جامعہ فریدیہ اسلام آباد سے سند فراغت حاصل کی ہے اور آج کل ایف جی بوائز ڈگری کالج گلگت میں اسسٹنٹ پروفیسر ہیں، کراچی یونیورسٹی سے ایم فل کیا ہے، وسیع مطالعہ کا مالک مولنا پروفیسر اویس صاحب جب بھی ملتے ہیں تو چہرے پر منوں مسکراہٹ لیئے ملتے ہیں اور خوش کلامی سے دوسروں کو ہنسنے پر مجبور کرتا ہے۔

ایف سی آر کے خاتمہ کے لیے کوششیں

لقمان حکیم ۱۹۶۶ء میں پنڈی چلے گے وہاں مولنا چراغ صاحب کے مدرسے میں درس وتدریس شروع کیا۔ اس زمانے میں گلگت بلتستان پر ایف سی آر کا کالا قانون لاگو تھا، دیہاتی لوگ اس قانون کے جبر وظلم کا خصوصیت کے ساتھ شکار تھے، مولنا نے ایف سی آر کے زیر سایہ ہونے والے مظالم بالخصوص نمبرداروں، جاگیرداروں، راجاؤوں، مہاراجاؤوں اور حکومتی حوالداروں کی کارستانیاں اور غریب پر ڈھائے جانے والے مظالم پر مشتمل ایک تفصیلی رپورٹ تیار کر کے ریذیڈنٹ آمان اللہ خان نیازی کو تھما دیا جو پنڈی میں شہزادہ کوٹھی میں رہائش پذیر تھا، وہاں بیٹھ کر پولٹیکل ایجنٹ کے ذریعے گلگت بلتستان کے امور نمٹاتا تھا۔ انہوں نے ان مظالم پر مبنی رپورٹ پر کام شروع کیا، بالآخر اجلال حسین زیدی نے ایف سی آر کا خاتمہ کا اعلان کر دیا۔ تھک کے حاجی عظیم اور گوہر آباد کے ریحان بھی مولنا کے ساتھ پیش پیش تھے، ایف سی آر کے خاتمہ کے بعد ریحان کا لقمان حکیم صاحب کے نام چیلاس سے لکھا گیا خط اس کا بین ثبوت ہے، یہ خط مولنا کے پاس آج بھی محفوظ ہے اور میں نے خود اس کا بغور جائزہ لیا ہے۔

۱۹۶۶ء میں گلگت آمد

حاجی محمد جان کاشغری جو کہ شیخ القرآن غلام اللہ خانؒ کا معتقد خاص تھے اور پی آئی اے کے منیجر تھے اور برادرم عبدالعزیز جو کہ اسماعیلی مکتبہ فکر چھوڑ کر سنی ہوئے تھے کی ترغیب اور مسلسل اصرار سے گلگت آئے۔ ان دونوں صاحبان کا ابتدائی ایام میں بڑا حوصلہ اور تعاون رہا۔ ابتدائی ایام میں کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، تاہم اللہ نے فضل وکرم کا معاملہ فرمایا اور اسانیاں پیدا ہوتی چلی گئی۔ مولانا لقمان صاحب کی زبانی ''جنگی مسجد میں ہنزہ کا ایک عالم دین تھا، اس کی اجازت سے وہاں درس قرآن شروع کیا۔ ابتدائی کچھ مشکلات کے بعد یہ سلسلہ بڑی خوبصورتی سے چلتا رہا۔ یہ قرآن کی تاثیر اور برکت ہے کہ جب سمجھنے لگتے ہیں تو پھر محبت کرتے ہیں''۔

مفتی محمودؒ سے ملاقات

۱۹۷۲ء میں گلگت بلتستان سے ایک وفد مفتی محمودؒ کے پاس گیا، اس کے سرغنہ مولانا لقمان حکیم تھے ان کے ساتھ تھک کے حاجی عظیم ایک دیگر ساتھی بھی تھے۔ مفتی صاحب سے تفصیلی ملاقات کی اور گلگت بلتستان کے مجموعی حالات ان کے سامنے رکھ دیا۔

تنظیم اہل سنت میں خدمات

1973ء کو تنظیم اہل سنت والجماعت گلگت بلتستان وکوہستان وجود میں آئی، جس کے بانی مبانی قاضی عبدالرزاقؒ تھے۔ دیگر علماء بھی تنظیم کا حصہ تھے، قاضی صاحبؒ اولین امیر اور مولانا لقمان حکیم اولین جنرل سیکریٹری بنے۔ اور 1986ء تک مسلسل جنرل سیکریٹری کے فرائض انجام دیتے رہے۔ وہ سخت کٹھن دور تھا، سخت مراحل سے گزرنا پڑتا، بہرصورت مولانا لقمان حکیم درس وتدریس اور امامت وخطابت کے ساتھ تنظیم امور بھی احسن انداز میں ادا کرتے رہے۔ مولانا لقمان حکیم ملک مسکین (سابق اسپیکر اسمبلی گلگت بلتستان) کے ساتھ بیتے ایام بڑے خوشگوار انداز میں یاد کرتے ہیں، ان کے نزدیک وہ زیرک، معاملہ فہم انسان ہیں۔ اور انتہائی قابل اور لائق وفائق بھی ہیں اور تنظیم کے لیئے ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ مولانا لقمان صاحب کی گلگت جیل میں بھی ان کی بڑی خدمات رہی ہیں اور وہاں درس قرآن کا سلسلہ بڑا عرصہ جاری رکھا اور جامعہ نصرۃ الاسلام میں طویل عرصہ درس وتدریس اور نظامت کے فرائض دیتے رہے۔ وہاں سینکڑوں حضرات نے ان سے استفادہ کیا۔

جمیعت علماء اسلام کی سرپرستی وامارت

مولانا لقمان حکیم بڑا عرصہ جمیعت علماء اسلام کے سرپرست رہے۔ 2009ء سے اب تک جمیعت علماء اسلام گلگت بلتستان کے امیر ہیں۔ اس سے پہلے امارت کے فرائض مولانا مولانا عنایت اللہ صاحب انجام دے رہے تھے، اب وہ بحیثیت نائب امیر کام کر رہے ہیں۔ مولانا لقمان صاحب جامع مسجد عثمانیہ کشروٹ میں تاحال خطابت کے ذریعے اصلاح وتبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے، سالوں اس مسجد میں درس قرآن اور حدیث کا محفلیں سجاتے رہے تاہم اب ضعف العمری کا وجہ سے یہ سلسلہ تقریباً بند ہوا ہے۔

ذوق مطالعہ اور پسندیدہ کتب

مولانا اس بڑھاپے میں بھی مسلسل مطالعہ کرتے ہیں، ان کا کہنا ہے کی مطالعہ کے بغیر گزارہ ناممکن ہے۔ حیرت ہوتی ہے کہ بعض کتابوں کے حوالے اور عبارات انہیں ابھی تک ازبر ہیں جو کبھی زمانہ طالب علمی میں یاد کی تھیں۔ بہترین قوت حافظ کے مالک ہیں۔ ان کی پسندیدہ کتابیں تو کئی ساری ہیں تاہم جو آج کل ان کے اکثر مطالعہ میں رہتی ہیں ان میں مولانا عمر پالنپوری کی کتاب بکھرے موتی (آٹھ جلدیں) تفاسیر میں تفسیر عثمانی، تفسیر جواہر القرآن، اضواء البیان فی تفسیر القرآن اور اکابر کے خطبات میں حکیم الامت قاری طیبؒ کے خطبات حکیم الامت (کئی مجلد) خطبات لاہوریؒ اور مولانا اسلم شیخوپوری کے خطبات، ندائے منبر ومحراب قابل ذکر ہیں۔

زیارت حرمین شریفین اور حج وعمرے

ایک میڈیا ورکشاب کے آخر میں مجھ سے سوال کیا گیا کہ آپ کی دلی آرزو کیا ہے؟ میں نے بے ساختہ جواب دیا کہ حرمین شریفین کی زیارت اور مکہ و مدینہ میں سگان حرم کی طرح پھرنا۔ آہ! میری یہ آرزو کب بھر آئے۔ زندگی کا ایک حصہ بیت چکا ہوں، عنفوان شباب میں ہوں۔ مجھے ان لوگوں پر رشک آتا ہے کہ جنہیں بار بار خدا رسول کی طرف سے بلاوا آتا ہے۔ لاریب کہ زندگی نے گزرنی ہے، کچھ ایام غم دوراں کا حصہ بنیں گے اور کچھ غم جاناں کا، زندگی بے مقصود کے کچھ دن الفاظ کی ہیرا پھیری اور باتوں کی بناوٹ میں گزر جائیں گے اور کچھ لہو ولعب اور نیند کی نذر ہو جائیں گے مگر۔۔۔۔۔۔۔۔۔

خوش نصیب ہیں مولنا لقمان حکیم جو گذشتہ چالیس سال سے کبھی مسلسل اور کبھی ایک دو سال کے وقفے کے ساتھ دیار حبیب ﷺ کی زیارت کر رہے ہیں اور حرمین شریفین کی حاضری وحضوری اور حج وعمرہ کی سعادتوں سے مستفید ہو رہے ہیں۔ ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔ اب کی بار بھی جب میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ سفر حج کیلئے پر تول رہے تھے، میرے استفسار پر بتانے لگے کہ اب تک تقریباً ۲۶ دفعہ حج وعمرہ کی سعادت نصیب ہوئی ہے اور امسال بھی جا رہا ہوں۔ سچ یہ ہے کہ ایں سعادت بزور بازو نیست۔ انہوں نے پہلا حج 1971 اور 1972 میں کیا۔ اوائل 72ء وہ حج سے بذریعہ سمندری جہاز لوٹ رہے تھے اور یہ سقوط ڈھاکہ کے دن تھے۔

قارئین دل کی بات یہ ہے کہ ''حرمین شریفین، جبل نور، غار حرا، شراب الابرار (زمزم)، مہبط وحی، منبع قرآن، مرکز اسلام، صدیق اکبرؓ، فاروق اعظمؓ، عثمان غنیؓ اور شیر خدا علی کرم اللہ وجہہ کا شہر اور صفا مروہ کی پہاڑیاں اور بہت کچھ کے بارے دل دماغ میں جو خواب ہیں اور سینے میں جو نیک جذبات ہیں، نہ وہ خواب نوک زبان پر آسکتے ہیں اور نہ وہ جذبات نوک قلم پر! اور نہ کاغذ کے ان اوراق میں اتنی وسعت ہے جو ان مقامات قدسیہ کے لیے ہمارے دل ودماغ میں ہے۔''

قارئین! میں مانتا ہوں کہ میرا بے باک قلم کہاں سے کہاں نکل گیا۔ مولنا لقمان حکیم کا تذکرہ کرتے کرتے اپنے خوابوں اور جذبات کی بے آب وگیا صحرا میں جا نکلا، لاریب کہ جس زمین کا ذکر ہو رہا ہے وہ ایسی جاذب النظر اور جاذب القلب ہے کہ بس۔۔۔۔۔

میری ایک عادت ہے کہ میں ہمیشہ علماء کرام، اولیاء عظام اور بزرگان دین کی خوبیاں اور محاسن جمیلہ اور اخلاق کریمہ پر نظر رکھتا ہوں اور انہی کو ہی قرطاس قلم کرتا ہوں۔ یہ تو آنے والا وقت بتایا گا کہ میں اپنے اس نیک مقصد میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں۔

مولنا لقمان حکیم کی زندگی کئی ابواب سے تعبیر ہے، میں نے اجمالاً ذکر کر کے آنے والے مؤرخ کے لیے کچھ توشہ مہیا کیا ہے۔ خدا کرے کہ کل کوئی یادرفتگاں اور تذکرہ بزرگاں کا بیڑہ اُٹھائے۔ ؎

سمجھ سکو تو ضرورت نہیں سنانے کی
کہ دل کا خون ہے سرخی میرے فسانے کی

آپ کے مسائل اور ان کا شرعی حل

مفتی عبدالباری
مفتی ونگران دارالافتاء جامعہ نصرۃ الاسلام گلگت

مفتی عبدالباری صاحب جامعہ نصرۃ الاسلام کے قدیم استاد ونگران دارالافتاء ہیں۔ انہوں نے عالم اسلام کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ علوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی سے درس نظامی کی تکمیل کی ہے اور علامہ بنوریؒ، مفتی ولی حسن ٹونکیؒ جیسے قدسی شخصیات کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا ہے اور علامۃ العصر مفتی اعظم پاکستان مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کی نگرانی میں تخصص فی الفقہ کیا ہے۔ آئندہ مفتی صاحب آپ کے مسائل اور ان کا شرعی حل کے عنوان سے مختلف دینی وفقہی سوالات کا جواب لکھیں گے۔ آپ بھی دینی وشرعی حوالے سے کوئی مسئلہ پوچھنا چاہتے ہیں تو سہ ماہی نصرۃ الاسلام کے صفحات حاضر ہیں۔ یاد رہے کہ آپ کے سوالات مختصر ہوں، فضول طوالت سے گریز ہونا چاہیے۔ (ایڈیٹر)

☆ سوال نمبر۱۔ کیا کسی صحابی کے مناقب بیان ہوں، ان کو سن کر خوش ہونا اور ان پر جو مصائب آتے تھے ان کو سن کر رونا کیسا ہے؟

جواب: تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبت جزء ایمان ہے۔ جو دل ان کی محبت سے خالی ہو وہ ایمان سے خالی ہے۔ لہذا ان کے فضائل اور مناقب پر خوش ہونا اور ان پر آئے ہوئے مصائب پر رنجیدہ ہونا کامل ایمان کی علامت ہے۔ ان کے فضائل ومناقب خود اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائے ہیں، انہی کی بدولت ہمیں اسلام ملا، قرآن ملا، ایمان ملا۔ بنی نوع انسان کے ایمان کے لیئے صحابہ کرامؓ کی ایمان کو معیار قرار دیا ہے البتہ ان کی محبت اور غم میں اعتدال اختیار کریں، افراط اور تفریط سے بچیں۔

☆ سوال نمبر۲۔ سجدہ تلاوت صرف ایت سجدہ سے واجب ہوتا ہے یا ترجمہ پڑھ کر بھی واجب ہوتا ہے؟ (۲) یہ بھی وضاحت کریں کہ فرضوں کے بعد اذکار مسنونہ پڑھیں یا فوراً سنتیں پڑھیں۔ (۳) نیز یہ بھی بتادیجیے کہ فرض کے بعد مشہور دعا اللھم انت السلام کہاں تک ثابت ہے؟

جواب: ترجمہ اگر لفظ لفظ ہو تو اس کے پڑھنے سننے سے سجدہ واجب ہوتا ہے البتہ ایت سجدہ کی تفسیر اور تشریح سننے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا ہے (فتاویٰ ھندیہ ص ۱۳۳ ج ۱ ایضاً رد المحتار ص ۱۰۵ ج ۲)

(۲) جن فرائض کے بعد سنن ہیں ان کے بعد مختصر دعا پڑھنے کے بعد سنتوں میں مشغول ہونا چاہیئے، بقیہ اذکار سنتوں سے فارغ ہونے کے بعد پڑھیں ہاں جن فرضوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں ان کے بعد اذکار میں مشغول ہوسکتا ہے

(۳) مذکورہ دعا کے الفاظ یہ ہیں، اللھم انت السلام منک السلام تبارکت یا ذالجلال والکرام، بعض لوگ اس میں اضافہ کرکے حینا ربنا بالسلام وادخلنا دارالسلام۔ اس کا کوئی اصل اور ثبوت نہیں ہے، کما صرح ملا علی قاری فی المرقاۃ ص ۳۵۸ ج ۲)

☆ سوال نمبر۳۔ سر کے مسح میں تعداد فرض کیا ہے؟ مقدار ربع رأس کے یا تین انگلیوں کے؟

جواب: علامہ شامی نے فرمایا ہے معتبر روایت ربع رأس یعنی چوتھائی حصے پر مسح کرنا فرض ہے، پورے سر کا مسح کرنا سنت ہے۔ (درالمختار ص ۹۲ ج ۲)

عزت مآب صدر صاحب آصف علی زرداری اسلامی جمہوریہ پاکستان

محمد نواز
جنرل سیکریٹری تنظیم اہل سنت والجماعت گلگت بلتستان

بعنوان: **درخواست برائے خصوصی توجہ میڈیکل کالج**

جناب عالی!

گزارش خدمت ہے کہ گلگت بلتستان جغرافیائی لحاظ سے ایک اہم اور حساس علاقہ ہے جو 28 ہزار مربع میل تک پھیلا ہوا ہے۔ جہاں ہندوستان، چین اور افغانستان کی سرحدیں ملتی ہیں۔ تقریباً 14 لاکھ آبادی پر مشتمل علاقے کو موجودہ حکومت نے ملک کا برائے نام پانچواں صوبے کا درجہ دیا ہے جس سے عوام کی دیرینہ خواہش پوری ہوئی۔ مگر ایک مفاد پرست فرقہ کی نمائندگی پروان چڑھ گئی ہے۔

گلگت بلتستان کا یہ صوبہ 7 اضلاع جو کہ گلگت بلتستان، دیامر، استور، غذر، گانچھے اور ہنزہ نگر پر مشتمل ہے۔ ہر ضلع میں مختلف فقہ یعنی اہل سنت والجماعت، اہل تشیع، اہل حدیث، نوربخشیہ اور اسماعیلی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ضلع دیامر یہاں ایک ہی مسلک اہل سنت ہے۔ جبکہ سکردو میں فقہ جعفریہ کی اکثریت ہے ضلع گلگت میں اہل سنت اور اہل تشیع کی برابر تعداد ہے۔ ضلع غذر اور ہنزہ میں اسماعیلی فرقے کے لوگ زیادہ ہیں۔ گلگت بلتستان کے غیور عوام نے بغیر کسی کی مدد کے اپنے آپ ہندوستان سے آزادی حاصل کر کے پاکستان کیساتھ الحاق کا اعلان کر دیا تھا اور اس آزادی کا یہاں کے غیور عوام کا آپس میں اتحاد و محبت اور حسن سلوک کا زندہ ثبوت تھا لیکن بدقسمتی سے بیرونی عناصر کی سازشوں سے گلگت بلتستان کے پرامن اور غیور عوام کو آپس میں رنگ و نسل، اقربا اور مذہبی رنگ دیکر ایک روحانی سکون کو ہمیشہ کے لیے تباہ و برباد کر دیا گیا اور شیعہ، سنی بھائیوں کو لڑا کر ایک دوسرے کا دشمن بنا دیا گیا جس سے آئے دن شیعہ سنی فسادات سے انسانی زندگی کا سکون تباہ و برباد ہوا۔

جناب والا! یہاں کے طلباء تعلیمی میدان میں ملک کے دوسرے صوبوں کے طلباء سے محنت اور ذہانت کے لحاظ سے کم نہیں لیکن علاقے کی پسماندگی، غربت افلاس اور کمزور لیڈرشپ کی بناء پر بہت سی سہولتوں سے محروم ہیں۔ سابقہ دور حکومت میں گلگت میں قراقرم انٹرنیشنل یونیورسٹی کا قیام عمل میں لایا گیا لیکن عوام کی بڑھتی ہوئی تعداد آبادی اور طلباء کی خاطر خواہ تعداد کے لحاظ سے بالکل ناکافی ہے موجودہ حکومت نے صوبے کے اعلان کے بعد چند مراعات کا اعلان کر دیا ہے لیکن گلگت بلتستان کے دو بڑے اضلاع ضلع دیامر اور ضلع استور جو کہ تعلیمی ترقی اور اعلیٰ عہدوں کے لحاظ سے سب سے آگے ہیں، اصلاحات سے محروم رکھا ہے ضلع گلگت میں قراقرم انٹرنیشنل یونیورسٹی اور دیگر مرعات دیا جب کہ ضلع بلتستان (سکردو) کو کمشنری کا درجہ، کیڈٹ کالج کا قیام، یونیورسٹی کیمپس کا قیام جب کہ ضلع غذر میں ٹیکنیکل کالج کا قیام سے ضلع کے لوگوں کی دیرینہ خواہش پوری کر دی۔ اب جب کہ میڈیکل کالج کے قیام کا حکومت کی جانب سے اعلان ہوا ہے جو جگہ کی تعین کا شکار بنا ہوا ہے یہاں یہ کہنا بجا ہوگا میڈیکل کالج کے ساتھ انجینئرنگ کالج کا قیام بھی عمل میں لایا جائے تاکہ عوام کی دیرینہ حسرت کے ساتھ طلباء کا حق ادا ہو کر ڈاکٹری کے شعبے کے ساتھ انجینئرنگ کے علم سے بھی مستفید ہو جائے

جناب والا! حکومت کی جانب سے میڈیکل کالج کی جگہ کا تعین کے لئے گجرداس (سلطان آباد) کا اعلان کر دیا، جو سراسر ناانصافی اور ظلم ہے اور اہل سنت والجماعت مسلک کے منہ پر طمانچہ ہے۔ حالانکہ حکومت کو چاہیے تھا کہ تمام مکتب فکر سے مشورہ کے بعد موزوں جگہ کا اعلان کرنا تھا۔ حکومت کی غلط پالیسی اور ایک فرقہ کے دباؤ اور ذاتی مفاد کی خاطر علاقے کے مہذب فرقے کے لیئے متنازعہ رکھا ہے جس سے علاقے کے امن اور سکون کو ہمیشہ کے لیئے تباہ و برباد کر دیا ہے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ گجرداس تخریب کاری اور دہشت گردی کا اڈہ ہے جہاں دو سال قبل محکمہ پولیس کے IGP جو ملک میں امن و امان کا ذمہ دار آفیسر ہوتا ہے کو تخریب کار دہشت گردوں نے حملہ کر کے موت کی نیند سُلا دیا۔ سلطان آباد، چھلمس داس یا اس سے متصل کوئی بھی جگہ اہل سنت کے لیئے غیر محفوظ ہے کیونکہ یہ علاقے انسانی زندگی بالخصوص مہذب فرقے سے تعلق رکھنے والے افراد کے لیئے جان کا خطرہ ہے، لہذا میڈیکل کالج کا قیام ایک ایسی جگہ تعین کیا جائے جہاں تمام فقہ سے تعلق رکھنے والے افراد کے لیئے اعتراض نہ ہو، جو فتنہ فساد، تخریب کاری اور دہشت گردی سے محفوظ ہو، تاکہ علاقے کے طلبہ و طالبات بغیر کسی خوف و خطر کے پاک ماحول میں امن و امان کے ساتھ علم کے زیور سے آراستہ ہو۔

جناب والا! گجرداس، چھلمس داس کے علاوہ علاقے میں پُر امن اور موزوں جگہ موجود ہے۔ ہم حکومت سے پُر زور مطالبہ کرتے ہیں کہ سلطان آباد (گجرداس) چھلمس داس کا فیصلہ منسوخ کر کے میڈیکل کالج کی جگہ کا قیام دوسری جگہ منتقل کیا جائے ورنہ حالات ہمیشہ کے لیئے انتہائی سنگین اور حکومت کے لئے وبال جان بن جائیں گے۔ اس سلسلے میں حکومت ایک کمیٹی کو تشکیل دے کر فی الفور فیصلہ کیا جائے۔ حکومت کو اس بات کا بخوبی علم ہے کہ گلگت میں مخصوص مقامات پر تخریب کاری اور دہشت گردی سے لوگوں کا سکون برباد ہوا ہے۔ گلگت ڈسٹرکٹ ہسپتال گلگت بلتستان کا واحد ریفرر ہاسپٹل ہے جہاں علاقے کے مریض علاج سے مستفید ہونے کے بجائے موت کے آغوش میں چلے جاتے ہیں۔ انتہائی افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ یہ ہسپتال ایک مخصوص فرقے کے قبضہ میں آیا ہے جہاں پر مریض اور اس کی خبر گیری کرنے والے جان سے محفوظ نہیں، کیونکہ ہسپتال کے گردونواح ایک مخصوص طبقے کی آبادی ہے۔ جہاں پر ان کے دہشت گردوں اور تخریب کاروں کا نیٹ ورک ہے، چونکہ دوران علاج مریض اور ان کے عزیز واقارب بالخصوص اہلسنت کے درجنوں افراد جام شہادت نوش کر چکے ہیں۔ لیکن حکومت کے ذمہ دار بے بس ہیں۔ 2005ء سے اب تک مختلف فسادات میں اہل سنت کی بڑی قیمتی جانیں ان تخریب کاروں کے ہاتھوں جان سے ہاتھ دو بیٹھی ہے لیکن حکومت کی جانب سے کوئی کامیاب کاروائی نہیں ہوئی۔ محکمہ صحت کا ڈائریکٹر شیر ولی شہید اور ان کا عملہ، محکمہ فارسٹ کے FDO، محکمہ زراعت کا ڈائریکٹر اور کئی سرکاری ملازمین کو بے دردی سے قتل کیا گیا ہے۔ یہاں پر یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ گلگت ڈسٹرکٹ ہاسپٹل تخریب کاروں کا اڈہ ہے جس پر ہاسپٹل کو قتل گاہ کہنا بے جانہ ہوگا کیونکہ یہاں پر ہر وقت اہل سنت کے مریض اور ملازمین کے جان کی خطرے کی الارم بجتا ہے۔

حکومت کو اس بات کا بخوبی علم ہے کہ امسال رمضان المبارک 2011ء کو ایک ملازم اور مدرسے کا طالب علم ان کے دہشت گردوں کے ہاتھوں قتل ہونے والوں کی لاشوں کو ڈسٹرکٹ ہاسپٹل والوں نے اپنی ذمہ داری میں لینا گوارہ نہیں کیا، یہ کتنا ظلم عظیم ہے۔ علاوہ ازیں ایک لیڈی نرسنگ کے ساتھ ناروا سلوک کر کے بے دردی سے قتل کیا گیا لیکن انتظامیہ خاموش تماشائی بنی بیٹھی ہے، یہ ایک جھلک ہے ورنہ ان کے مظالم گنے جائے تو دل خون کے آنسوں رونے لگے گا۔ نہایت افسوس کے ساتھ اس بات کو واضح کرنا چاہتے ہیں کہ یہاں پر اکثر غریب مریضوں کے ساتھ غیر انسانی حرکتیں اور واڈروں میں مریضوں کی تذلیل کرنا ان کا شیوہ بنا ہوا ہے، مگر غریب مریضوں کی دادرسی کرنے والا کوئی نہیں۔ اسلامی تاریخ میں مسلمانوں کے ساتھ ایسا سیاہ، بدترین دور دیکھنے اور سننے میں نہیں آیا ہے جو یہ معاشرہ دیکھ اور سن رہا ہے۔ ان حقائق کا پردہ کھلنے کے بعد کیا یہ ضروری ہے کہ یہاں میڈیکل کالج اور ہاسپٹل کا قیام مناسب ہے۔ خدارا انصاف کیجئے۔

اس لیئے اہل سنت اور علاقے کے مہذب عوام الناس کا پر زور اپیل ہے کہ میڈیکل کالج پُر امن جگہ میں قائم کیا جائے، ہماری پہلی تجویز ہے کہ میڈیکل کالج کا قیام اول ضلع دیامر چلاس میں کیا جائے، کیونکہ چلاس ہاسپٹل 200 بستروں پر مشتمل اور جدید آلات اور مشنری سے آراستہ ہے۔ جہاں میڈیکل کے طلباء، ٹیچنگ اسٹاف اور ہاؤس جاب کے لئے سہولت باآسانی میسر ہوتی ہے، ہاسپٹل میں وارڈ اور دیگر سہولیات کی گنجائش زیادہ موجود ہے۔ جہاں پر امن و آمان کا کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے کیونکہ ماضی میں مذہبی فسادات میں چلاس میں کام کرنے والے سرکاری ملازمین، مزدور اور مسافر آمن و آمان اور بغیر کسی مالی و جانی نقصان کے، گلگت ان کے گھروں تک پہنچایا گیا ہے، مگر اس کے بدلے گلگت سے مخالف طبقے کی جانب سے لاشوں کے تحفے بھیجے گئے ہیں۔ اگر یہ لوگ اس علاقے کو اپنے لیئے غیر محفوظ سمجھتے ہیں تو بونجی گاؤں جو پہلے دیامر کا حصہ تھا اب ضلع استور کا حصہ ہے پر امن علاقہ ہے، ہاؤس داس جہاں ہزاروں کنال اراضی پڑی ہے۔ ہاؤس داس کا وہ علاقہ جہاں دنیا کا عجوبہ تین پہاڑوں کا سلسلہ، کوہ ہندوکش، کوہ قراقرم، کوہ ہمالیہ کا سنگھم ہے، بہت نامور جگہ ہے۔ دریا سندھ سکردو کے ساتھ مقپون داس کو پُل کے ذریعے ملا کر میڈیکل کالج بنایا جائے ہمارے خیال میں ہر فرقہ کے لوگوں کے لیئے قابل قبول اور پسند ہوگا۔ علاوہ ازیں NLI چھاؤنی ہونے کے ناطے سکورٹی کا مسئلہ بھی نہیں ہے اور گلگت بلتستان کے لوگوں کو بے حد موزوں و مناسب جگہ ہے، اس طرح ضلع دیامر اور استور کیلئے حق کا درجہ ملے گا۔

ہم اہل سنت و جماعت ایک بار پھر حکومت سے پُر زور مطالبہ کرتے ہیں کہ علاقے میں امن و آمان اور آنے والی نسل کے روشن مستقبل چاہتے ہیں تو میڈیکل کالج کے لیئے پُر امن جگہ کا انتخاب علاقے کی ترقی، آپس میں پیار و محبت، امن و شانتی کا پیغام ہے۔ اس لیئے ہمیں سلطان آباد میں میڈیکل کالج کا قیام کسی بھی صورت میں منظور نہیں ہے۔ یاد رہے کہ آنے والے دنوں میں خطے میں حالات کی خرابی کا ذمہ داری حکومت پر عائد ہوگی۔ ہماری گزارشات پر ٹھنڈے دل و دماغ سے غور کیا جانا چاہیے، ہمیں گلگت اور اس کے ملحقہ علاقوں میں امن بہت عزیز ہے اور امن کے لیئے ضروری ہے کہ انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا جائے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فرمان مبارک کہ کافر کے ساتھ حکومت چل سکتی ہے مگر ظالم کے ساتھ نہیں۔ حضرتؓ کا یہ فرمان ہمارے لیئے اسوہ حسنہ ہونا چاہیے۔

جامعہ نصرۃ الاسلام کے شب و روز

انچارج: مولانا حبیب اللہ
تزئین وترتیب: امیر جان حقانی

۷ ستمبر ۲۰۱۱ء/ رئیس الجامعہ کی زیر صدارت اجلاس برائے داخلہ وامور جامعہ

۷ ستمبر ۲۰۱۱ء بروز بدھ رئیس الجامعہ کی زیر صدارت اجلاس برائے داخلہ وامور جامعہ، جامعہ نصرۃ الاسلام گلگت میں رئیس جامعہ مولانا قاضی نثار احمد صاحب کی صدارت میں ایک میٹنگ ہوئی۔ اس میٹنگ میں نائب مہتمم قاری خلیل صاحب، ناظم تعلیمات مولانا خلیل احمد صاحب، مفتی وصدر مدرس عبدالباری صاحب، مولانا حبیب اللہ صاحب، مولانا بشیر صاحب اور قاری عبدالوہاب صاحب نے شرکت کی۔ جس میں سال ۱۴۳۲ھ کے لیے طلبہ وطالبات کے داخلہ کی تاریخ متعین کرنا اور داخلہ کمیٹی بنانا تھا۔

اجلاس میں تمام اساتذہ کرام کی اتفاق رائے سے یہ طے ہوا کہ جامعہ عائشہ صدیقہ للبنات میں طالبات کا داخلے ۷ شوال المکرّم سے شروع ہوکر ۱۷ شوال المکرّم میں بند ہونگے جبکہ جامعہ نصرۃ الاسلام میں طلبہ کے داخلے ۱۰ شوال المکرّم سے شروع ہوکر یکم ذی القعدہ تک جاری رہیں گے۔

۲۵ شوال المکرّم کو طلبہ وطالبات کی باقاعدہ پڑھائی شروع ہوئی تاہم حفظ قرآن اور ناظرہ کی پڑھائی ۱۱ شوال المکرّم سے شروع ہوئی، جامعہ عائشہ صدیقہ للبنات میں طالبات کی تعداد بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے تین کمرے اور ۱۰ باتھ روم ایمرجنسی میں تعمیر کروائے گئے۔

۲ ستمبر ۲۰۱۱ء/ رئیس الجامعہ کا وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے اجلاس کے لیے روانگی

۲ ستمبر ۲۰۱۱ء کو رئیس الجامعہ قاضی نثار احمد صاحب وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا اجلاس منعقدہ بتاریخ ۲۱، ۲۲ ستمبر ۲۰۱۱ء میں شرکت کے لیے روانہ ہوئے۔ دو روزہ اجلاس میں مدارس کے نظم ونسق اور مدارس کا نصاب اور مدارس کے خلاف پھیلائے جانے والے عالمی وملکی پروپیگنڈے اور شورشوں پر تفصیلی گفت وشنید ہوئی۔ اور مدارس عربیہ اور وفاق المدارس العربیہ کی کارکردگی کا تفصیلی جائزہ لیا گیا۔ رئیس الجامعہ نے اکابر علماء کرام اور وفاق المدارس کے مرکزی عہدہ داروں سے ملاقاتیں کی اور جامعہ نصرۃ الاسلام اور جامعہ عائشہ صدیقہ للبنات گلگت کے بارے انہیں بریف کیا اور گلگت بلتستان کے مجموعی سیاسی، سماجی، جغرافیائی اور مذہبی احوال کو تفصیل سے ان کے سامنے رکھا۔ اور اکابر علماء سے مفید مشورے اور دعائیں لے کر واپس لوٹے۔

۲۳ ستمبر ۲۰۱۱ء/ جامعہ کے اساتذہ کا گوہر آباد شادی میں شرکت

۲۳ ستمبر ۲۰۱۱ کو جامعہ کے جملہ اساتذہ اور دیگر احباب نے حاجی مرجان صاحب کی دعوت پر ان کی شادی میں شرکت کی۔ دو روزہ پروگرام میں جامعہ کے اساتذہ نے گوہر آباد کے عوام کے ساتھ لمبی بیٹھکیں کی۔ اساتذہ کرام میں مولانا خلیل صاحب ناظم تعلیمات، قاری خلیل صاحب نائب مہتمم، مولانا حبیب اللہ صاحب استاد جامعہ ومسئول وفاق المدارس العربیہ گلگت بلتستان، اطہر احمد، اسلام بھائی اور مولانا خلیق الرحمان صاحب شامل تھے۔

رئیس الجامعہ نے وفاق المدارس کے اجلاس سے واپسی پر براستہ گونر فارم جامعہ کے محافظ حاجی مرجان صاحب کی دعوت نکاح وولیمہ میں خصوصی شرکت کی اور ان کا نکاح بھی پڑھایا۔ اور گوہر آباد کے عوام کو پند ونصائح کی اور گوہر آباد کے نوجوانوں کو دین ودنیا کے حوالے سے خصوصی ترغیب دیں اور آنے والے وقتوں بالخصوص بدلتے ہوئے حالات کا مقابلہ کرنے اور انکے ادراک کرنے پر زور دیا۔

۳۰ ستمبر ۲۰۱۱ء/ جامعہ کے اساتذہ اور رئیس الجامعہ کا وادی پونیال کا ایک دورہ

۳۰ ستمبر ۲۰۱۱ بروز جمعہ بعد نماز جمعۃ المبارک جامعہ نصرۃ الاسلام کیا ساتذہ اور تنظیم اہلسنت والجماعت گلگت بلتستان وکوہستان کا یک وفد نے پونیال کے علماء کرام کی دعوت پر چٹور کھنڈ، پائین اور پکورا کا دوروزہ تبلیغی دورہ کیا۔ وفد کے ارکان کی تعداد ۱۴ تھی جن میں جامعہ کے استاد مولوی شرافت الدین مولوی امیر جان حقانی اور تنظیم اہلسنت والجماعت گلگت بلتستان وکوہستان کے مرکزی جنرل سیکریٹری محترم محمد نواز صاحب، مولانا منیر صاحب، (اراکین مجلس عاملہ تنظیم اہلسنت) TNA کے امیر جناب میر باز خان صاحب، حاجی جلیل صاحب، بھائی اسلام، اطہر احمد، عزیزم عبداللہ (ابن قاضی نثار احمد) اور دیگر ساتھی شامل تھے۔

پونیال کے علماء کرام نے وفد کا پرجوش استقبال کیا۔ میزبانی کے فرائض مفتی اکبر (استاد احسن العلوم کراچی) نے ادا کیئے اور استقبال کے انتظامات مولانا میر نادر شاہ صاحب مہتمم مدرسہ حدیقۃ الاسلام چٹور کھنڈ اور دیگر علماء نے کیئے۔

بعد نماز مغرب چٹور کھنڈ سے دائن کا رخ کیا، رات وہی گزارا اور علی الصبح چٹور کھنڈ کی مرکزی جامع مسجد میں جلسہ عام کا انعقاد تھا وہاں علماء کرام نے خصوصی بیانات کیے۔ تاہم مرکزی بیان جامعہ نصرۃ الاسلام کے رئیس وامیر تنظیم اہلسنت والجماعت کا ہوا۔ قاضی صاحب نے عوام الناس سے تفصیلی گفتگو کی اور وہاں مسجد اور مدرسہ کے مابین کچھ معاملات طے کرانے کے لیے بھی مقامی علماء سے طویل نشست کی اور تفصیلی گفت وشنید کی۔

بعد نماز ظہر پکورا کے علماء کرام نے پکورا وزٹ کی دعوت دی۔ وہاں قاضی صاحب نے مسجد میں مجمع عام سے خطاب کیا اور تنظیم اہلسنت والجماعت کی یونٹ سازی بھی کی۔

۱۲ اکتوبر ۲۰۱۱ء/ قاری عبدالحکیم استوری کا دورہ جامعہ

۱۲ اکتوبر ۲۰۱۱ بروز اتوار گلگت بلتستان کی معروف دینی شخصیت قاری عبدالحکیم صاحب سابق ممبر لیجسلیٹیو اسمبلی گلگت بلتستان جامعہ میں تشریف لائے اور رئیس الجامعہ اور دیگر اساتذہ اور طلبہ سے ملاقات کی۔ انہوں نے جامعہ کے خدمات کو سراہا، قاری صاحب بھی جامعہ میں ایک سال بطور ناظم تعلیمات کے طور پر خدمات انجام دیتے رہے۔ رئیس الجامعہ نے ان کی چائے اور فروٹ سے ضیافت کی۔ یاد رہے کہ قاری عبدالحکیم صاحب جمعیت علماء اسلام استور کے سرپرست اعلیٰ ہیں اور گلگت بلتستان کے امیر بھی رہے ہیں۔ جمعیت کے کیلئے انکی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

۱۳ اکتوبر ۲۰۱۱ء/ رئیس الجامعہ کا روزنامہ ہمالیہ گروپ کو پریس بریف

۱۳ اکتوبر ۲۰۱۱ بروز پیر روزنامہ ہمالیہ کے ایک صحافتی گروپ نے قاضی نثار احمد صاحب رئیس جامعہ اور امیر تنظیم اہلسنت والجماعت گلگت بلتستان وکوہستان سے ایک تفصیلی انٹرویو کیا۔

قاضی نثار احمد صاحب کے ساتھ جناب محمد نواز صاحب جنرل سیکریٹری تنظیم اہلسنت والجماعت، مولانا منیر صاحب اور دیگر احباب شامل تھے۔ قاضی صاحب نے گلگت بلتستان کی مجموعی صورت حال پر اپنے خیالات کا اظہار کیا اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ یک طرفہ پالیسوں اور کاروائیوں سے باز آجائے اور امن آمان کیلئے ضروری ہے کہ امن معاہدہ پر سختی سے عمل کروائے۔ انہوں نے مزید کہا کہ گلگت سٹی میں بدآمنی کا ذمہ دار ایک فریق کے ساتھ ساتھ کرپٹ حکومت بھی ہے جو اپنی رٹ قائم کرنے سے قاصر ہے۔ یک طرفہ فیصلے ہرگز قبول نہیں کیے جائیگے۔ پریس بریفنگ کے بعد قاضی صاحب نے صحافتی گروپ کا بھرپور تواضع کی۔

۲۲ تا ۲۳ اکتوبر ۲۰۱۱ء/ یاسین کے علماء کی دعوت پر رئیس الجامعہ کا سفر یاسین

۲۲ تا ۲۳ اکتوبر ۲۰۱۱ء کو یاسین کے علماء کرام کی دعوت پر جامعہ نصرۃ الاسلام کے اساتذہ اور تنظیم اہلسنت والجماعت گلگت وکوہستان کی مرکزی قیادت نے یاسین کا دوروزہ اصلاحی وتبلیغی اور تحریکی سفر کیا۔ ۲۲ نومبر بعد نماز عصر وفد نے دارالعلوم غذر گاہکوچ کے اساتذہ کرام اور مہتمم مفتی شیر زمان کے ساتھ ملاقاتیں کی اور رئیس الجامعہ قاضی نثار احمد صاحب نے مفتی شیر زمان صاحب کے ساتھ دارالعلوم غذر کا تفصیلی وزٹ کیا اور طلبہ

سے مختصر بیان بھی کیا۔ بعد نماز مغرب وفد کا گوپس میں استقبال کیا گیا۔ جن میں گوپس اور یاسین کے علماء کرام اور عوام الناس نے تاریخ ساز استقبال کیا اور وہاں سے یاسین روانہ ہوئے۔

۲۳ نومبر کو دارالعلوم یاسین اور مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور قاضی صاحب اور دیگر علماء کرام نے تفصیلی بیانات کیے۔ وفد کے اراکین نے گوہر آمان مرحوم کی قبر پر حاضری دی اور فاتحہ خوانی کی۔ ۳ سو سال پرانی مسجد ومحراب مسجد کی زیارت کی۔ اور یاسین کے علماء اور وفد جامعہ نے ہندور میں لالک جان کی مزار کا بھی وزٹ کیا۔ واپسی پر راستے میں ایک اور مسجد کا بھی سنگ بنیاد رکھا گیا۔

۲۴ اکتوبر ۲۰۱۱ء/ اہلسنت والجماعت پاکستان کی مرکزی قیادت کی جامعہ آمد

آج بروز پیر ۲۴ اکتوبر ۲۰۱۱ء کو اہلسنت والجماعت پاکستان کی مرکزی قیادت کا ایک وفد نے جامعہ نصرۃ الاسلام گلگت میں رئیس جامعہ اور دیگر اساتذہ سے ملاقات کی۔ اہلسنت والجماعت کے وفد میں مرکزی جنرل سیکریٹری آف پاکستان جناب ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں صاحب، سینئر نائب صدر حاجی غلام مصطفیٰ جدون صاحب، حاجی نواز صاحب، اہلسنت والجماعت گلگت بلتستان کے صدر مولانا عبداللہ حیدری صاحب، مولانا عطاء اللہ ثاقب، سابق ممبر لیجسلیٹو اسمبلی جناب حمایت اللہ خان صاحب اور دیگر شامل تھے۔

اہلسنت والجماعت کی مرکزی قیادت نے رئیس الجامعہ وامیر تنظیم اہلسنت والجماعت سے گلگت بلتستان میں امن وامان، دفاع صحابہؓ، گلگت بلتستان میں اہلسنت پر ہونے والی زیادتیوں پر تفصیلی بات چیت کی۔ رئیس الجامعہ نے گلگت کی صورت حال ان کے سامنے رکھی اور امن معاہدے کے حوالے سے ان کو تفصیلی بریفنگ دی۔

اہلسنت والجماعت کے وفد نے جامعہ کا دورہ بھی کیا اور اساتذہ وطلباء سے بھی ملاقاتیں کی اور رئیس الجامعہ اور اساتذہ کی کوششوں کو سراہا اور مبارکباد پیش کی۔ رئیس الجامعہ نے ان کی بھرپور خاطر مدارت کی اور جامعہ کے تعلیمی امور سے بھی آگاہ کرایا۔

۷ نومبر ۲۰۱۱ء/ نماز عید اور جامعہ میں اجتماعی قربانی کا اہتمام

۷ نومبر ۲۰۱۱ء بمطابق ۱۰ ذی الحجہ ۱۴۳۲ھ کو گلگت بلتستان کے مسلمانوں نے عیدالاضحیٰ کی نماز مرکزی عیدگاہ گلگت میں نماز عید ادا کی۔ خطابت وامامت کے فرائض مرکزی جامع مسجد کے خطیب، رئیس الجامعہ حضرت مولانا نثار احمد صاحب نے ادا کیے۔ قاضی صاحب نے بڑی تعداد میں شرکت کرنے والے مسلمانوں کو فلسفہ عید وقربانی سے آگاہ کیا اور غریبوں میں گوشت تقسیم کرنے کی ترغیب دیں اور امن واتحاد سے رہنے کی تلقین کی۔

ملک کے دیگر مدارس وجامعات کی طرح جامعہ نصرۃ الاسلام میں بھی اجتماعی قربانی کا اہتمام کیا گیا۔ اجتماعی قربانی میں حصہ لینے والوں کو ان کی حصہ کا گوشت پہنچا دیا گیا اور ۶۰ کے لگ بھگ بیل قربانی کیے گئے جن کا گوشت گلگت بلتستان کے پسماندہ علاقوں کے غریب مسلمانوں کو پہنچا دیا گیا۔ اجتماعی قربانی کا سارا عمل جامعہ نصرۃ الاسلام کے اساتذہ کرام اور رئیس الجامعہ قاضی نثار احمد صاحب کی نگرانی واہتمام میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔

۱۳ نومبر ۲۰۱۱ء/ بسین میں مسجد کا سنگ بنیاد

۱۳ نومبر ۲۰۱۱ بروز اتوار جامعہ نصرۃ الاسلام کے رئیس اور اساتذہ کرام نے بسین کوٹ برلب روڈ ایک مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ بسین کے تمام علماء کرام اور جامعہ کے اساتذہ میں مولوی امیر جان حقانی، مولانا حبیب اللہ اور دیگر نے شرکت کی اور مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ قاضی نثار احمد صاحب نے تمام علماء اور علاقے کے بزرگوں اور عمائدین سے مشاورت کر کے مسجد کا نام شہداء مسجد رکھا۔ قاضی صاحب نے اجتماع عام سے خطاب کرتے ہوئے مسجد کی تعمیر کی فضیلت اور اس کے ظاہری وباطنی حسن اور مسجدوں کی بنیاد تقویٰ پر رکھے جانے پر تفصیلی روشنی ڈالی اور مجمع عام سے کہا کہ اپنی صفوں میں اتحاد برقرار رکھو۔ شرانگیزی سے باز رہو۔ اور انتظامیہ کو خبردار کیا کہ امن معاہدے پر عمل کرائے اور یک طرفہ کاروائیوں سے باز آجائیں اور حکومتی رٹ کو بحال رکھیں۔

۱۸ نومبر ۲۰۱۱ء/ عیدالاضحیٰ کے تعطیلات کے بعد پڑھائی شروع

آج بروز ۱۸ نومبر ۲۰۱۱ء جامعہ نصرۃ الاسلام للبنین اور جامعہ صدیقہ للبنات میں عیدالاضحیٰ کے تعطیلات کے بعد باقاعدہ پڑھائی شروع ہوئی۔

۲۸ نومبر ۲۰۱۱ء/ رئیس الجامعہ کا شکیوٹ میں جنازے میں شرکت

آج بمورخہ ۲۸ نومبر ۲۰۱۱ کو جامعہ کے استاد مولانا ظہیر احمد صاحب کا والد رضائے الٰہی سے دار فانی سے دار البقاء کی طرف کوچ کر گئے، انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

رئیس الجامعہ قاضی نثار احمد صاحب نے مرحوم کی نماز جنازے میں شرکت کی، ان کے ساتھ جامعہ کے دوسرے اساتذہ اور احباب بھی تھے، بعد نماز جنازہ انہوں نے مجمع عام سے خطاب کیا اور مرحوم کیلئے دعائے مغفرت کی اور پسماندگان کو صبر جمیل کی تلقین کی۔ یاد رہے کہ مولانا ظہیر صاحب جامعہ کے معین دار التصنیف والتالیف ہیں، جامعہ کے تمام اساتذہ اور طلبہ ان کے والد کی ناگہانی موت پر سوگوار ہیں اور ان کی مغفرت کے لیے دعا گو ہیں، جامعہ نصرۃ الاسلام اور ادارہ ''سہ ماہی نصرۃ الاسلام'' دلی طور پر ان سے تعزیت کرتا ہے۔

۴ دسمبر ۲۰۱۱ء/ جامع مسجد گلگت کی سرکاری کمیٹی کے ممبران کی رئیس الجامعہ سے اعلیٰ سطحی ملاقات

بمورخہ ۴ دسمبر ۲۰۱۱ء کو جامعہ نصرۃ السلام کے میٹنگ ہال میں ایک اعلیٰ سطحی میٹنگ منعقد ہوئی، میٹنگ قاضی نثار احمد خطیب جامع مسجد گلگت و رئیس جامعہ نصرۃ السلام کی صدارت میں ہوئی۔ اس میٹنگ میں جامع مسجد کی سرکاری کمیٹی کے ممبران نے راجہ نثار ولی کی قیادت میں شرکت کی۔ کمیٹی کے وفد میں شامل ارکان میں حضرات کے نام درجہ ذیل ہیں، راجہ نثار ولی، پروفیسر عثمان علی، ریٹائرڈ ڈی سی حسن خان، سابق ممبر لیجسلیٹیو اسمبلی سنبل شاہ اور تھانیدار افضل وغیرہ شامل تھے جبکی قاضی نثار احمد صاحب کیساتھ ڈی ڈی ریٹائرڈ صمد خان، مولانا میر آمان، مولانا منیر، محمد نواز، مولوی فرمان، مولوی عطاء اللہ ثاقب، مولانا حبیب اللہ، مفتی عبدالباری اور دیگر احباب شامل تھے۔ باہم گفتگو ایک خوشگوار ماحول میں ہوئی اور کچھ امور اتفاق رائے سے طے پا گئے۔

کہ فی الحال جامع مسجد کا انتظام وانصرام ایک عبوری کمیٹی چلائے گی اور کچھ مدت کے بعد بسین سے جٹیال تک ہر مسجد یا محلے سے چیدہ چیدہ باشعور، سنجیدہ لوگ لیئے جائیگے جو مسجد کے امور چلائیں گے، فی الحال عارضی کمیٹی میں دس ممبران پرانے کمیٹی والے ہونگے جبکہ ۲۲ نئے ممبر لیئے جائیں گے۔ جامعہ کی انتظامیہ نے مہمانوں کا اچھا اکرام کیا اور آخر میں اجتماعی دعا کے ساتھ مجلس برخاست ہوئی، اجلاس کا دورانیہ گیارہ بجے سے ظہر تک کا تھا۔

سہ ماہی نصرۃ الاسلام کی اولین اشاعت پر تہنیتی پیغام

اللہ کا کرم ہے کہ گلگت بلتستان جیسے پسماندہ اور دور افتادہ علاقے کے ایک معروف دینی درسگاہ جامعہ نصرۃ الاسلام سے ایک مجلّے کا اجراء کیا جارہا ہے جس پر ادارے کی انتظامیہ اور چیف ایڈیٹر قاضی نثار احمد صاحب حفظ اللہ اور ایڈیٹر امیر جان حقانی صاحب کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ یہ مجلّہ اہل حق اور گلگت بلتستان کی غریب عوام کا ترجمان بنے گا۔

منجانب:

محمد سلیم، پروگرام ڈیزائنر، قراقرم انٹرنیشنل یونیورسٹی، گلگت

فون نمبر: 0344-9477762

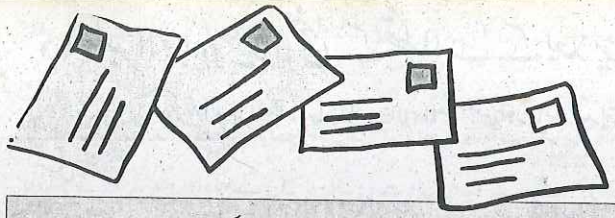

نامے میرے نامی

سہ ماہی نصرۃ الاسلام کے اولین شمارے کیلئے ملک بھر سے اکابر علماء اور کتاب دوست احباب نے خطوط لکھے اور اپنے نیک جذبات اور پرخلوص آرا سے ہمیں آگاہ کیا۔ آئندہ آپ بھی قلم اٹھائے اور اپنے دل دماغ میں چھپے ہوئے خیالات ہم سے شیئر کریں اور جو کہنا ہے بانگ دہل کہیں، انشاء اللہ ہم آپکی آوز مؤثر انداز میں ارباب حل وعقد اور صاحبان فکر ودانش تک پہنچائیں گے۔ مدیر

گرامی قدر جناب مولنا امیر جان حقانی صاحب (زید مجدکم)

وعلیکم الاسلام ورحمۃ اللہ برکاتہ!

آپ کا مراسلہ موصول ہوا۔ پڑھ کر دلی مسرت ہوئی، کہ جامعہ نصرۃ الاسلام گلگت اپنی وسعت کے مطابق دین متین کی سربلندی کے لئے دیرینہ خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ حفظ وناظرہ قرآن اور درسِ نظامی کے ساتھ ساتھ عصری علوم پر توجہ عصر حاضر کے تقاضوں کو مدنظر رکھ کر ایک مستحسن محنت ہے۔ مزید برآں تحریری میدان میں سہ ماہی رسالے کے اجرا کی کاوش بھی قابل ستائش اقدام ہے۔ اس سلسلے میں جامعہ عثمانیہ پر اعتماد کر کے تحریری مواد طلب کرنا آپ کی وسعت ظرفی کی دلیل ہے۔ اس کار خیر میں آپ کے ساتھ تعاون ہمارے لیے سعادت مندی تھی، مگر جامعہ اور دوسرے اہم مصروفیات کی بنا پر آپ کے مجلّے کے لیے تحریری مضامین لکھنے کے لیے وقت نکالنا بظاہر مشکل معلوم ہوتا ہے، تاہم اس موقع پر ''ماہ نامہ العصر'' سے شاید آپ کو مواد میسر ہوں جس سے بوقت ضرورت استفادہ ممکن ہے۔ اللہ ہم سب کا حامی وناصر ہو، آمین۔

والسلام

مفتی غلام الرحمٰن
جامعہ عثمانیہ پشاور

محترم ومکرم ایڈیٹر صاحب، زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کی طرف سے ''سہ ماہی نصرۃ الاسلام گلگت'' شائع کرنے کے سلسلے میں ایک خط موصول ہوا۔ بہت خوشی ہوئی، ایک بہت ہی مبارک قدم آپ حضرات نے اٹھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو استقلال عطا کرے۔ بندہ بھی ''ایک مبارک قدم'' کے عنوان سے چند نقوش آپ کے پہلے شمارے کیلئے لکھ کر ارسال کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ اخلاص کے ساتھ دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

والسلام

شیر زمان
(مفتی ومہتمم) دار العلوم غذر گاہوچ، گلگت بلتستان
یکم محرم الحرام ۱۴۳۳ھ

محترم جناب امیر جان حقانی صاحب ایڈیٹر سہ ماہی نصرۃ الاسلام گلگت پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب کا نوازش نامہ بنام ندیم احمد خان چیئرمین خبیب فاؤنڈیشن پاکستان موصول ہوا۔

چیئرمین خبیب فاؤنڈیشن کے حکم پر جناب کی خدمت میں ایک تحریر ارسال کی جارہی ہے۔

خبیب فاؤنڈیشن کے جملہ اراکین کی طرف سے سہ ماہی نصرۃ الاسلام گلگت کے چیف ایڈیٹر، ایڈیٹر اور جملہ انتظامیہ سہ ماہی رسالہ کی تاسیس پر دلی مبارکباد کی مستحق ہے۔ اللہ تعالی آپ کی نیک کاوشوں کو شرف قبولیت بخشے اور دین دنیا میں بھلائی عطا فرمائے، آمین۔

مفتی محمد عارف

اسلامک ریسرچر خبیب فاؤنڈیشن پاکستان

0300 9116805

مکرمی جناب امیر جان حقانی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبعد!

آپ کا مراسلہ بابت 22/10/2011 موصول ہوا۔ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ جامعہ نصرۃ السلام، گلگت کے تحت تعلیم وتعلم دین و شریعت کے ساتھ ساتھ اب دعوۃ وتبلیغ کی غرض سے تصنیفی وتالیفی کام بھی شروع ہورہا ہے۔ اللہ رب العزت آپکی کاوشوں میں برکت عطا فرمائے اور انہیں شرف قبولیت سے نوازے، آمین۔

آپ کی خواہش کے عین مطابق ہم نے آپ کے مراسلے کی کاپی اپنے ادارہ تحریر میں circulate کروادی ہے۔ امید ہے کہ ہمارے احباب قلم وقرطاس آپ کی دعوت پر لبیک کہیں گے۔

محترم قاضی نثار احمد صاحب دامت برکاتہ العالیہ کی خدمت میں ہمارا سلام پیش کردیجئے۔ آپ تمام حضرات سے دعاؤں کی درخواست ہے۔ اللہ رب العزت آپ کو اور ہم سب کو اپنی حفاظت میں رکھیں۔۔۔

والسلام مع الاکرام

حافظ عاطف وحید

انچارج شعبہ تدریس وتحقیق

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

تاریخ: 11 نومبر 2011ء

ادارے کے نیک جذبات خواہشات

ایڈیٹر کے قلم

لاریب کہ سہ ماہی نصرۃ الاسلام گلگت محض ایک مروجہ مجلّہ/ رسالہ نہیں بلکہ یہ ایک تحریک کا آغاز ہے، ایک مقدس مشن کی تکمیل کے لیے سنگ بنیاد ہے۔ گلگت بلتستان جیسے دور افتادہ علاقے سے ایک اذان حق ہے جو بہت پہلے شروع ہونی تھی مگر نہ ہوئی، تاہم دیر آید درست آید کے مصداق آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔ مجلّے کے مدیر اعلیٰ اور مدیر کی دلی خواہش ہے کہ گلگت بلتستان کے تعلیم یافتہ نوجوان اس کا حصہ بنے، قاری کی شکل میں اور لکھاری کی شکل میں۔ اگر آپ میں قوم کی فلاح و رہنمائی کی تڑپ ہے اور اپنی تحریر کے ذریعے نظریاتی اور فکری انقلاب برپا کرنا چاہتے ہیں تو قلم اُٹھایئے اور حق گویائی و بے باکو اپنا شعار بناتے ہوئے قلمی جہاد کے اس سفر میں ہمارے ساتھ شریک سفر ہو جایئے۔

بے شک سہ ماہی نصرۃ الاسلام فکر و شعور ہے عدل و انصاف کا، آواز حق ہے مظلوم انسانیت کا، تمنا و آرزو ہے اہل حق کا، بازوِ شمشیر ہے باشندگان گلگت بلتستان کا اور شمشیر بے نیام ہے ظالمان گلگت بلتستان کے لئے، لاریب کہ ترجمان ہے جامعہ نصرۃ الاسلام کا، تو حق اور سچ کو اپنا نصب العین بناتے ہوئے غیر جانبداری سے دینی، اصلاحی، فکری و نظریاتی اور تحقیقی و خالص ادب اسلامی کے کے حامل اہل قلم اس سفر مبارک میں ہمارے رفیق سفر بنیں، لکھنے سے پہلے چند امور کو ملحوظ خاطر رکھے۔

۱۔ بغیر تحقیق و تفتیش اور حوالہ جات کے کوئی علمی تحریر نہ بھیجے۔

۲۔ موضوع کے انتخاب سے پہلے اس کی افادیت، اہمیت اور ضرورت پر کامل نظر رکھیں۔

۳۔ اپنی تحریر کو حقائق، دلائل و براہین اور اعداد و شمار اور تحقیق و مراجعت سے مزین کریں تا کہ قاری ابہام کا شکار نہ ہو۔

۴۔ قوم پرستی، مفاد پرستی، فرقہ پرستی، لسان پرستی اور بہت ساری پرستیوں کو چھوئے بغیر حق پرستی کا عملی ثبوت دیتے ہوئے تحریر تیار کر کے ارسال کریں۔

۵۔ سہ ماہی نصرۃ الاسلام کے موضوعات بے شمار ہیں کہ ملکی سالمیت و حفاظت، دین و دنیا کا حسین امتزاج، طرز معاشرت و حکومت، مضبوط اسلامی معیشت، تاریخ عالم، تاریخ عالم اسلامی، تاریخ گلگت بلتستان، اصلاح معاشرہ، عالم اسلام کی تنزلی اور اس کے اسباب، قرآنیات، دینیات، سیرۃ النبی و سیرت خلفائے راشدین و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، دنیا بھر کے اسلامی تحریکوں کا تعارف، عالم اسلام کو درپیش چیلنجز، تعلیمی اصلاحات، اکابر علماء کی آپ بیتیاں و سوانح عمریاں، اور دیگر شعوری، اصلاحی، فکری و نظریاتی موضوعات خصوصیت کے ساتھ شامل ہیں۔

یاد رہے! کہ ابتداء سفر سے ہی اصلاح معاشرہ، اقدار و روایات کی پاسداری، تعلیم و تربیت، اخلاقیات کا احترام، دوسروں کے حدود سے گریز، اپنے عقائد و اعمال اور شاندار ماضی پر سختی سے کاربند اور میڈیا وار اور ذرائع ابلاغ کی بھرمار میں اپنی مکمل انفرادیت، اہمیت، اور مکمل اسلامی ساکھ کو برقرار رکھنے کی مکمل اور حتی الامکان سعی کی جائی گی۔ انشاء اللہ۔ ہمارے لیے قارئین سے بڑھ کر مقدم و مکرم اور لائق تحریم کوئی نہیں، لہذا آپ خود بھی مجلّے کا حصہ بنے اور اپنے دوستوں کو بھی ترغیب دیں، ہماری اولین کوشش و ترجیح ہوگی کہ ہم نت نئے اور اچھوتے موضوعات آپ کی خدمت میں پیش کریں گے اور نوجوان بالخصوص نئے قلم کاروں کی ناقابل اشاعت تحریروں کا نوک پلک درست کر کے قابل اشاعت بنائیں گے اور آپ کے لیئے ایک بہترین فورم مہیا کریں گے انشاء اللہ۔ نو آموز لکھاری تحریر، مراسلہ نگاری، کالم نویسی، فیچر رائٹنگ، میگزینی صحافت اور دیگر امور کے لیے براہ راست ایڈیٹر سے بھی رابط کر سکتے ہیں، ایڈیٹر نمبر 03462974626 اور ای میل ibshaqqani@gmail.com اور ادارے کی ایڈرس پر بذریعہ خط۔

گلگت بلتستان کے کیپٹل ایریا شہر گلگت میں علاقے کی اولین دینی درسگاہ

جامعہ نصرۃ الاسلام (بنین)

وجامعہ عائشہ صدیقیہ (بنات)

میں حفظ وناظرہ قرآن اور اسکول کی ابتدائی تعلیم (میٹرک) کے ساتھ درس نظامی (متوسطہ سے دورہ حدیث تک، بنین وبنات) کی مکمل تعلیم دی جاتی ہے اور طلبہ وطالبات کا قیام وطعام کا بندوبست کیا جاتا ہے، جامعہ کے زیر انتظام گلگت اور اس کے مضافات میں کئی ذیلی شاخیں کام کرتی ہیں۔ نیز جامعہ کے زیر اہتمام درج ذیل شعبے بھی کام کرتے ہیں۔

۱۔ شعبہ دارُالافتاء والقضاء
۲۔ شعبہ تحقیق وتالیف
۳۔ شعبہ تعلیم وتربیت
۴۔ شعبہ نشر واشاعت اور ابلاغیات
۵۔ شعبہ فلاح وبہبود اور ویلفیئر
۶۔ شعبہ قیام وطعام
۷۔ شعبہ حساب
۸۔ شعبہ تعمیرات

آیئے

ان عظیم مقاصد کی تکمیل کے لئے دامے درمے، قدمے سخنے ہمارا شانہ بشانہ کھڑا ہو جائیں، اصلاح معاشرہ، خلافت راشدہ کے قیام، تحفظ ناموس رسالت وصحابہؓ اور ملی فرائض کی ادائیگی کے لئے عملی اقدام کریں اور اپنی زکواۃ، صدقات اور خیرات کے ذریعے ادارے کی تعمیر وترقی میں حصہ لیں اور وتعاونو علی البر والتقوی کا عملی ثبوت دیں

الداعی الی الخیر: (حضرت مولانا قاضی) نثار احمد

رئیس جامعہ نصرۃ الاسلام وجامعہ عائشہ صدیقیہ

عیدگاہ روڈ، گلگت، گلگت بلتستان فون نمبر: +0925811,453279-452451

اکاؤنٹ بنام:

☆ جامعہ اسلامیہ نصرۃ الاسلام، حبیب بنک گلگت برانچ 0107-00268709-03

☆ جامعہ اسلامیہ نصرۃ الاسلام، الائیڈ بنک گلگت برانچ 01-100-3643-3